

[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)

ترتیب

پت جھڑے ہے گلنے شکایت ہو اسے ہے

بہت رویا وہ نہم کو یاد کر کے

چلنے کا حوصلہ نہیں، رکنا محال کر دیا

زبان پت ذکر و بام در نہیں لاتا

تحت ہے اور کہانی ہے وہی

میں اس سے بھلا کہاں مل تھی

جب سازکی لے بدلتی تھی

دو شعر

یہ میرے ہاتھ کی گرمی

نہ میں نے چاند دیکھا

مگر اس دل کی ویرانی

سلا رہا تھا نہ بیدار کر سکا تھا مجھے

تھک گیا ہے دل وحشی مرافریا دے بھی

جشن سا آٹھ پہر دل میں ہے

حرف تازہ نئی خوبیوں میں لکھا چاہتا ہے

چپ رہتا ہے وہ اور آنکھیں بولتی رہتی ہیں

وقت رخصت آگیا، دل پھر بھی گھبرا یا نہیں

یہ کیسا خلا ہے!

ہوام جام صحت تجویز کرتی ہے

05

07

08

10

11

13

15

17

19

22

24

25

26

27

28

30

31

32

33

37	ایک ساؤنڈ پروف نظم
41	ایک عجیب رو تھی خیال میں مرے آگئی
43	خوشی کی بات ہے یاد کہا منظر دیکھ سکتی ہوں
45	بھولانی میں دلِ عتاب اس کے
46	تین شعر
47	دل میں آئی رات
49	جیسے مشام جاں میں ملائی ہوئی ہے رات
53	تمہاری بُنی
54	نئے سال کی دعا
55	یہ پیاس ساعت کی
56	صحراء کی طرح پی ہوئی برف
58	ظللم کے پاٹھوں میں اویت میں ہے جس طرح حیات allurdubooks.blogspot.com
59	سلگ رہا ہے مر اشہر، جل رہی ہے ہوا
60	نہ بھر رہی ہے ناب کے بھڑک رہی ہے ہوا
61	کیوں مجھ پہ ہوا ہے مہرباں تو
63	رکی ہوئی ہے ابھی تک بہار آنکھوں میں
64	ایک خالی دوپہر
71	سیمیا
73	دیکھ کر دانہ جو آئے ہیں سر شاخ پرند
74	جز طلب اس سے کیا نہیں ملتا

76

تاروں کے لیے بہت کڑی تھی

77

رخصت کی کمک رہی ہے اب تک

79

لوچر انگوں کی کان شب اضافی رہی

81

آنکھوں نے کیسے خوب تراشے ہیں، ان دونوں

82

سندریاں Unisited

90

ایک ہی ہاتھ میں سب پچھے سمعت آیا شاید

91

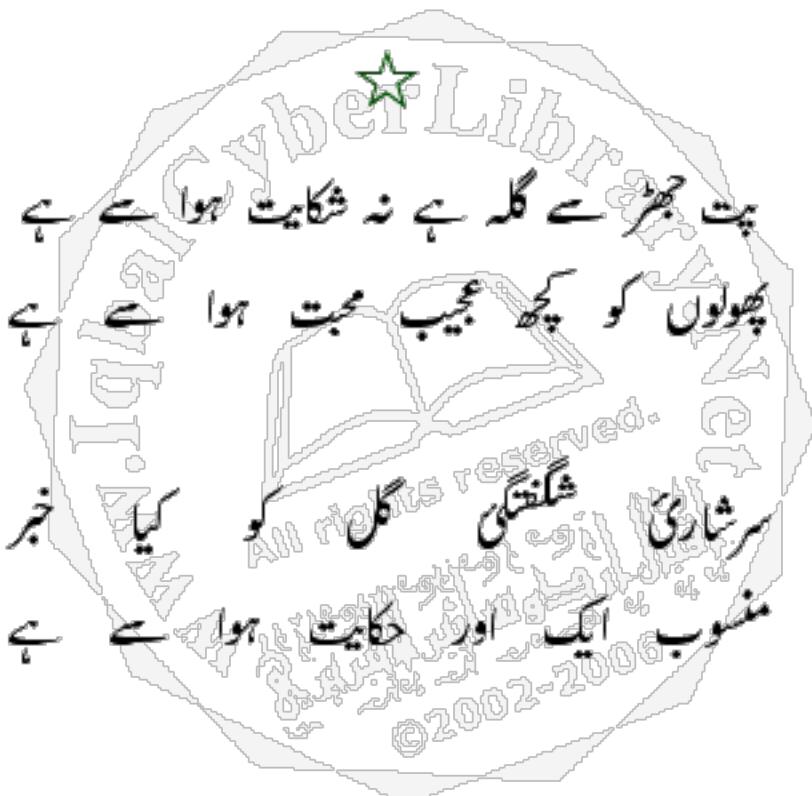
نشری نظم

93

تمہاری سالگرد پر

95

سلام



رکھا ہے آندھیوں نے ہی ہم کو کشیدہ سر  
ہم وہ چراغ ہیں جنہیں نسبت ہوا سے ہے

اس گھر میں تیرگی کے سوا کیا رہے جہاں  
دل شمع پر ہیں اور مرادت ہوا سے ہے

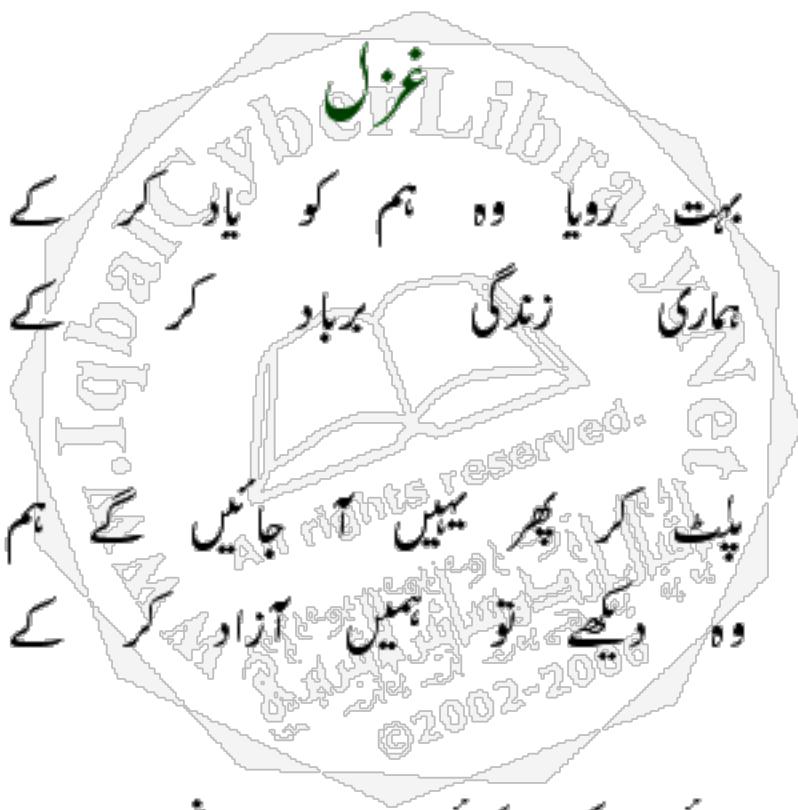
بس کوئی چیز ہے کہ سلکتی ہے دل کے پاس  
یہ آگ وہ نہیں جسے محبت ہوا سے ہے

صرصر کو اذن ہو جو صبا کو نہیں ہے بار  
کنج قفس میں زیست کی صورت ہوا سے ہے

گل چیں کو ہی خرام صبا سے نہیں ہے خار  
اب کے تو باغبان کو عداوت ہوا سے ہے

خوبیو ہی رنگ بھرتی ہے تصویر باغ میں  
بزم خبر میں گل کی سیادت ہوا سے ہے  
دست شجر میں رکھے کہ آ کر بکھیر دے  
آئیں گل میں خاص رحمات ہوا سے ہے

اب کے بھار دیکھئے کیا گل کھلانے گی  
دلدادگان رنگ کو وحشت ہوا سے ہے



رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے  
مگر ہاں منت صیاد کر کے

بدن میرا چھوا تھا اس نے لیکن  
گیا ہے روح کو آباد کر کے

ہر امر طول دینا چاہتا ہے  
مقرر ظلم کی معیاد کر کے



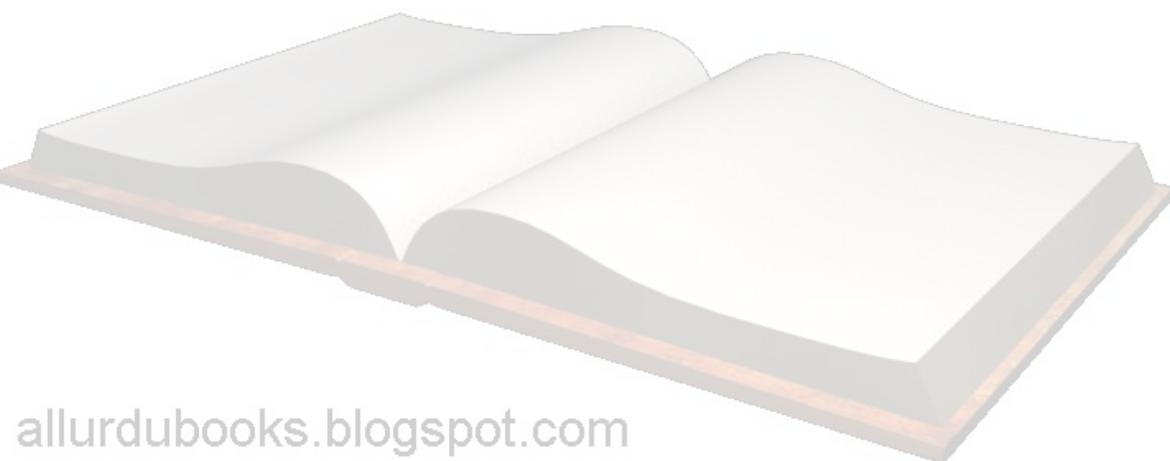
ملتے ہوئے دلوں کے ساتھ اور تھا فیصلہ کوئی  
اس نے مگر بچھرتے وقت اور سوال کر دیا

اب کے ہوا کے ساتھ ہے دمکن یار منتظر  
بانوئے شب کے ہاتھ میں رکھنا سنجدال کر دیا

مکنہ فیصلوں میں ایک، ہجر کا فیصلہ بھی تھا  
ہم نے تو ایک بات کی، اس نے کما کر دیا

میرے لبوں پہ مہر تھی، پر شیشہ رو نے تو  
شہر کے شہر کو مرا واقف حال کر دیا

چہرہ و نام ایک ساتھ آج نہ یاد ۲ سکے  
وقت نے کس شبیہ کو خواب و خیال کر دیا  
مددوں بعد اس نے آج مجھ سے کوئی گلہ کیا  
منصب لبری یہ کیا مجھ کو بحال کر دیا





یہ راہِ عشق ہے مقل سے ہو کے جاتی ہے  
سو اس سفر میں کوئی دل میں ڈر نہیں لاتا

تمام بوجھ تو رستے میں جمع ہوتا ہے  
ورود سے کوئی رخت سفر نہیں لاتا

میں جس کے دھیان میں پہروں اداں رہتی ہوں  
خیال دل میں مرا لمحہ بھر نہیں لاتا

سوادِ شام! اسیروں میں کون شامل ہے  
بلا سبب کوئی نیزے پر سر نہیں لاتا

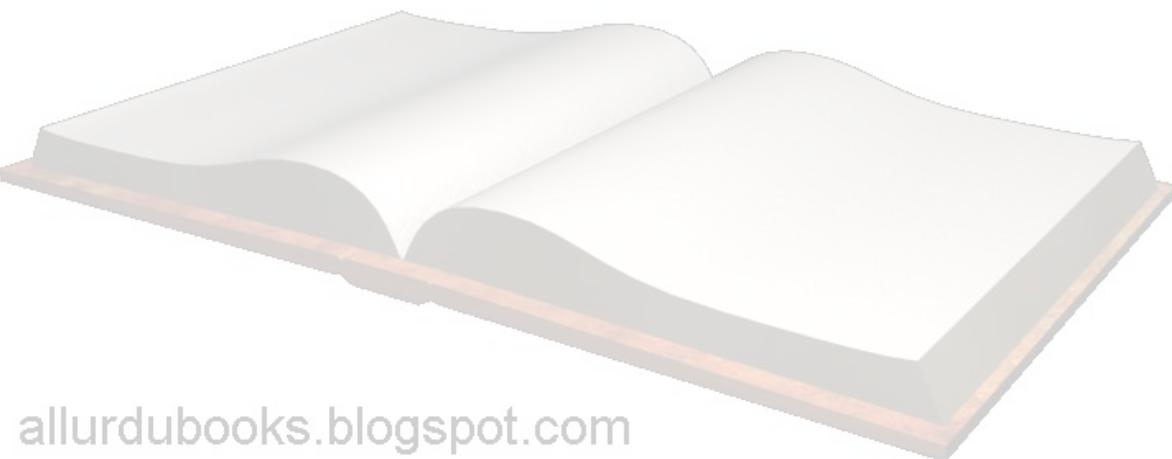


خیمه کش اب کے ذرا دیکھ کے ہو  
جس پر پھرہ تھا ، یہ پانی ہے وہی

صح کو فتح کیا دل میں مگر  
اب بھی پیغام زبانی ہے وہی

آج بھی چہرہ خورشید ہے زرد  
آج بھی شام سہانی ہے وہی

بدلے جاتے ہیں یہاں روز طبیب  
اور زخموں کی کہانی ہے وہی





کھرے میں چھپا ہوا تھا جنگل  
چڑیا کہیں دور بولتی تھی

لپٹی ہوئی دھند کی روا میں  
اک زرد گلاب کی کلی تھی

اک سبز غبار تھا فضا میں  
بارش کہیں سانس لے رہی تھی

بادل کوئی چھو گیا تھا مجھ کو  
چہرے پہ عجیب تازگی تھی

آنکھوں میں خیر لی رات  
شنبم تھی تھی تھی  
اور روح میں نرم روشنی  
آہستہ کیا چیز تھی جو میرے بدن میں  
آہستہ کل رہی رہی تھی

اک گیت ہوا کے ہوت پر تھا  
اور اس کی زبان اجنبی تھی

اس رات جیں ماہ پر بھی  
تحریر کوئی قدیم سی تھی

یہ عشق نہیں تھا اس زمیں کا  
اس میں کوئی بات سردی تھی

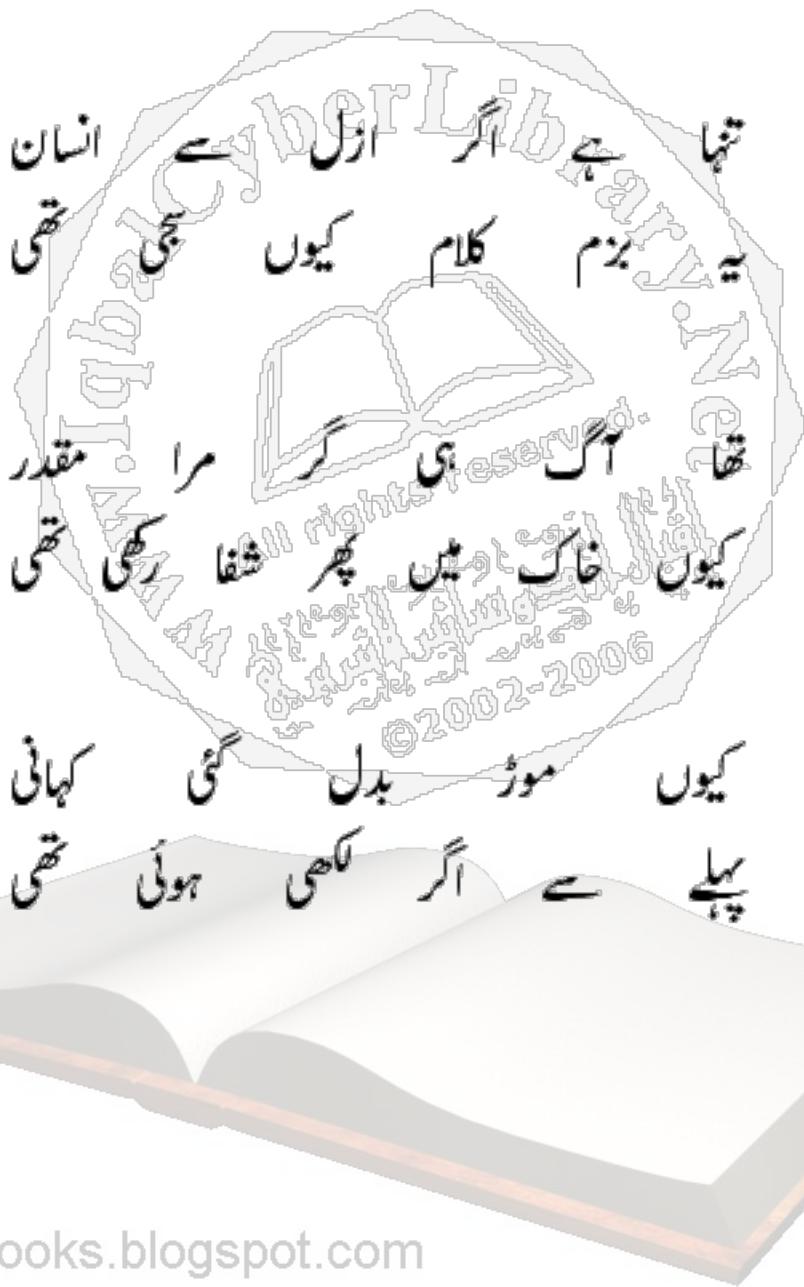


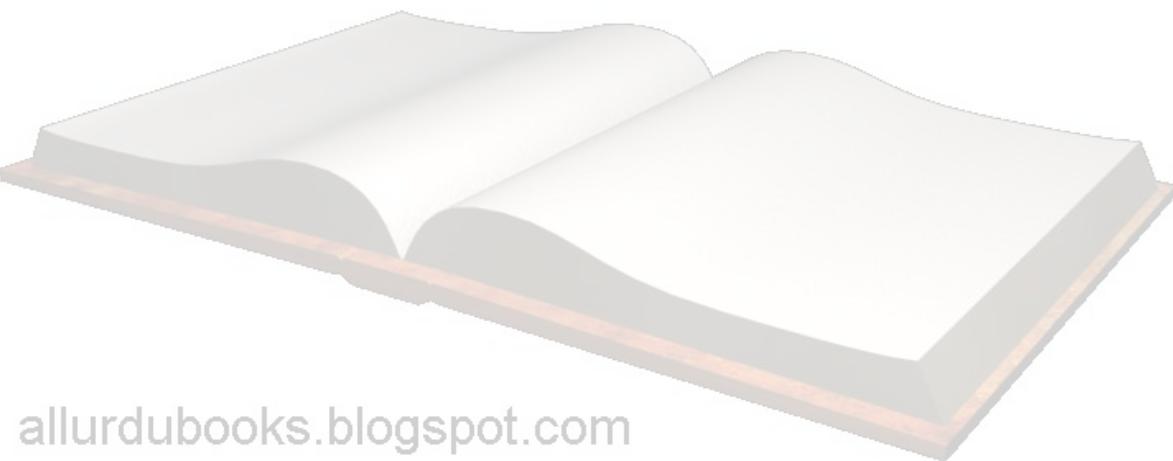
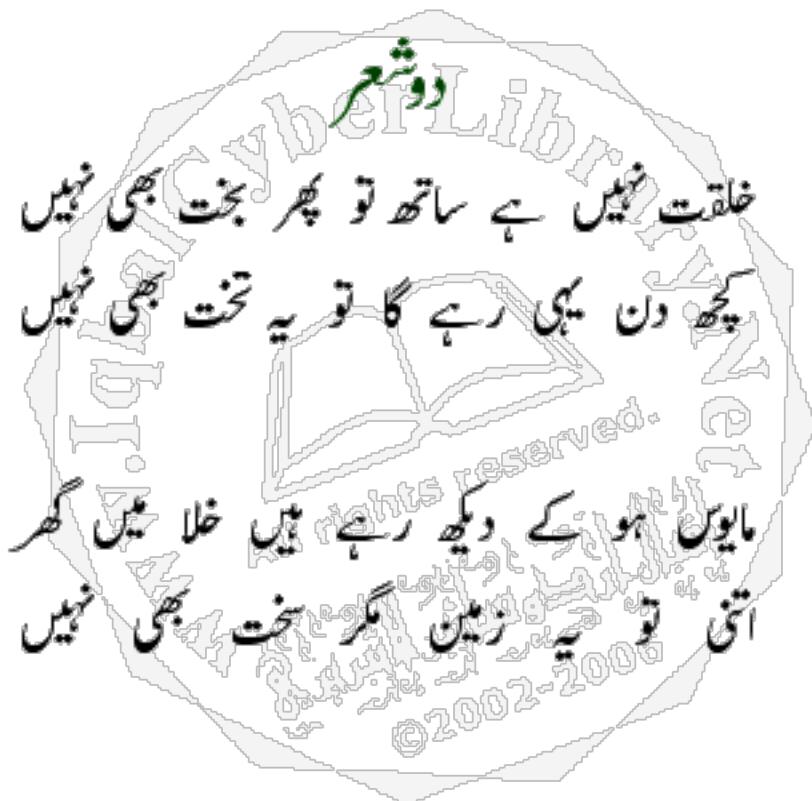
جب کچھ بھی نہ تھا یہاں پہ ماقبل  
دنیا کس چیز سے بنی تھی

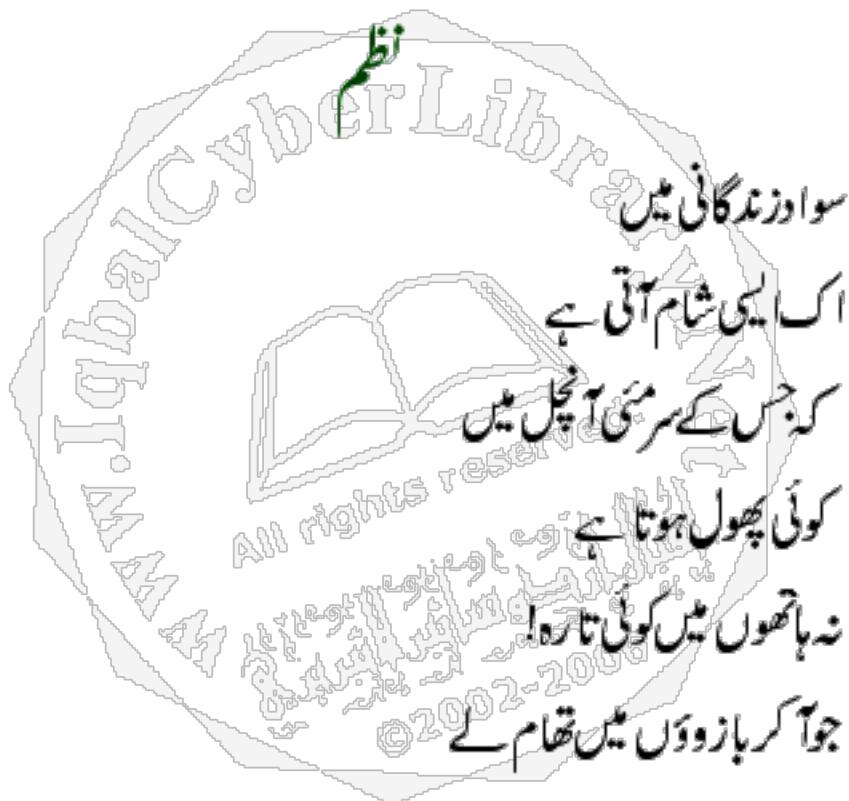
مشی میں تو رنگ تھے ہزاروں  
بس ہاتھ سے ریت بہہ جو رہی تھی

ہے عکس، تو آئینہ کہاں ہے  
تمثیل یہ کس جہان کی تھی

ہم کس کی زبان بولتے ہیں  
گر ذہن میں بات دوسرا تھی







پھر بھی

رُگ و پے میں کوئی آہٹ نہیں ہوتی

کسی کی یاد آتی ہے

نہ کوئی بھول پاتا ہے

نہ کوئی غم سلگتا ہے

نہ کوئی زخم سلتا ہے

گلے ملتا ہے کوئی خواب

نے کوئی تمنا ہاتھ ملتی ہے

سواد زندگانی میں

اک ایسی شام آتی ہے

جو خالی ہاتھ آتی ہے!

# یہ میرے ہاتھ کی گرمی

یہ میرے ہاتھ کی گرمی

جسے چھوکر

تمہاری لکھ میں حیرت کے ڈورے ہیں

کاس سے قبل جب بھی تم نے میرا ہاتھ تھاما

رف کا موسم ہی پایا تھا

یہ موسم میرے اندر کتنے برسوں سے فروکش تھا

بہار آتی تھی

اور میرے دریچوں پر کبھی دستک نہ دیتی تھی

گلابی بارشیں

میرے لیے منوع تھیں

اور صبح کا تازہ ہوا کا ذائقہ

میں بھول بیٹھی تھی

مرے ملبوس سے سب گرم رنگوں کو شکایت تھی

مجھے بس رف کی چادر پہننے کی اجازت تھی

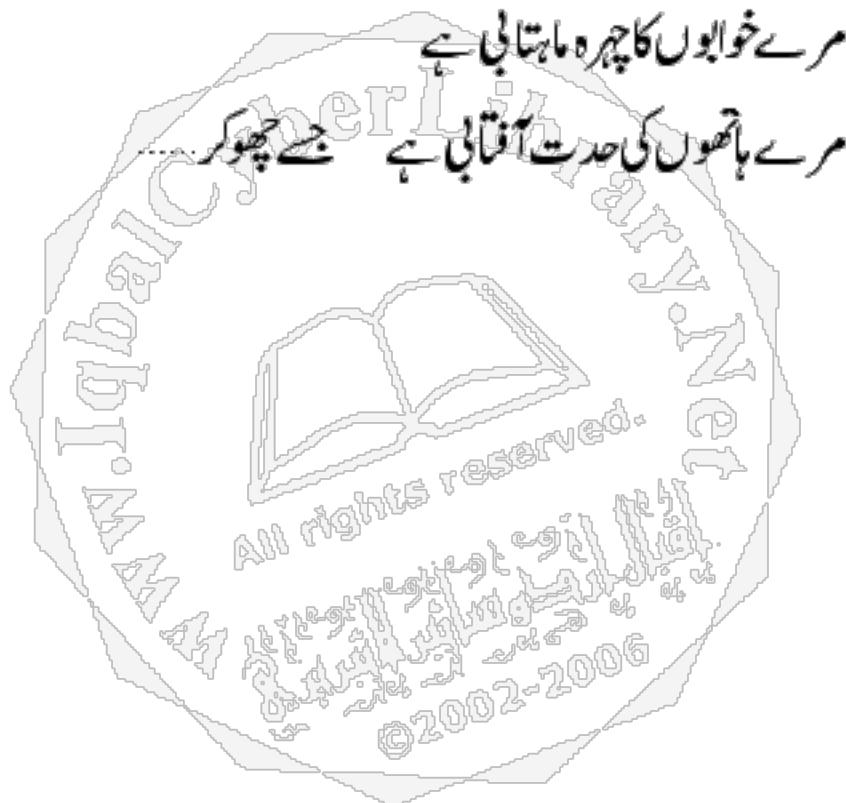
مگر جانا!

تمہارے ساتھ نے تو روح کا موسم بدل ڈالا

یہاں اب رنگ کا ہوار ہے

خوبیوں کا میلہ ہے

مرا ملبوس اب گھر اگلابی ہے



پہلے بھی یہ دل بھر سے بے حال جوا ہے  
 پہلے بھی مچھڑنے کی سزا پائی ہے اس نے  
 رخصت کی اذیت میں جو شدت ہے، سمجھا ہے  
 آیا ہے بہت یاد کسی چشم کا جادو  
 خود سے بہت آئی کسی ملبوس کی خوبیوں  
 کھینچا ہے بہت قلب کو گزرے ہوئے کل نے  
 دن بھر کبھی دوری نے زبوں حال رکھا ہے  
 رخصت کی گھڑی ٹھہر گئی روح میں جیسے!  
 اس بار جو آیا ہے مگر، بھر کا موسم  
 اس میں دل بیمار کی وحشت ہی الگ ہے  
 مٹی سے جدائی کی حکایت ہی الگ ہے  
 کچھ دیر کی تاخیر جو ہوتی ہے وطن سے  
 لگتا ہے کہ اب جان نکل جائے گی تن سے!

نہ میں نے چاند دیکھا

نہ میں نے چاند دیکھا

اور نہ کوئی تہذیت کا پھوک کھڑکی سے اٹھایا

مرا بوس اب بھی ملکجاہے

خانے سے ہاتھ خالی

اور چوڑی سے کلانی

نمیرے پاس تھے تم

اور نہ میرے شہر سے گزرے

میں کیا افشاں لگاتی

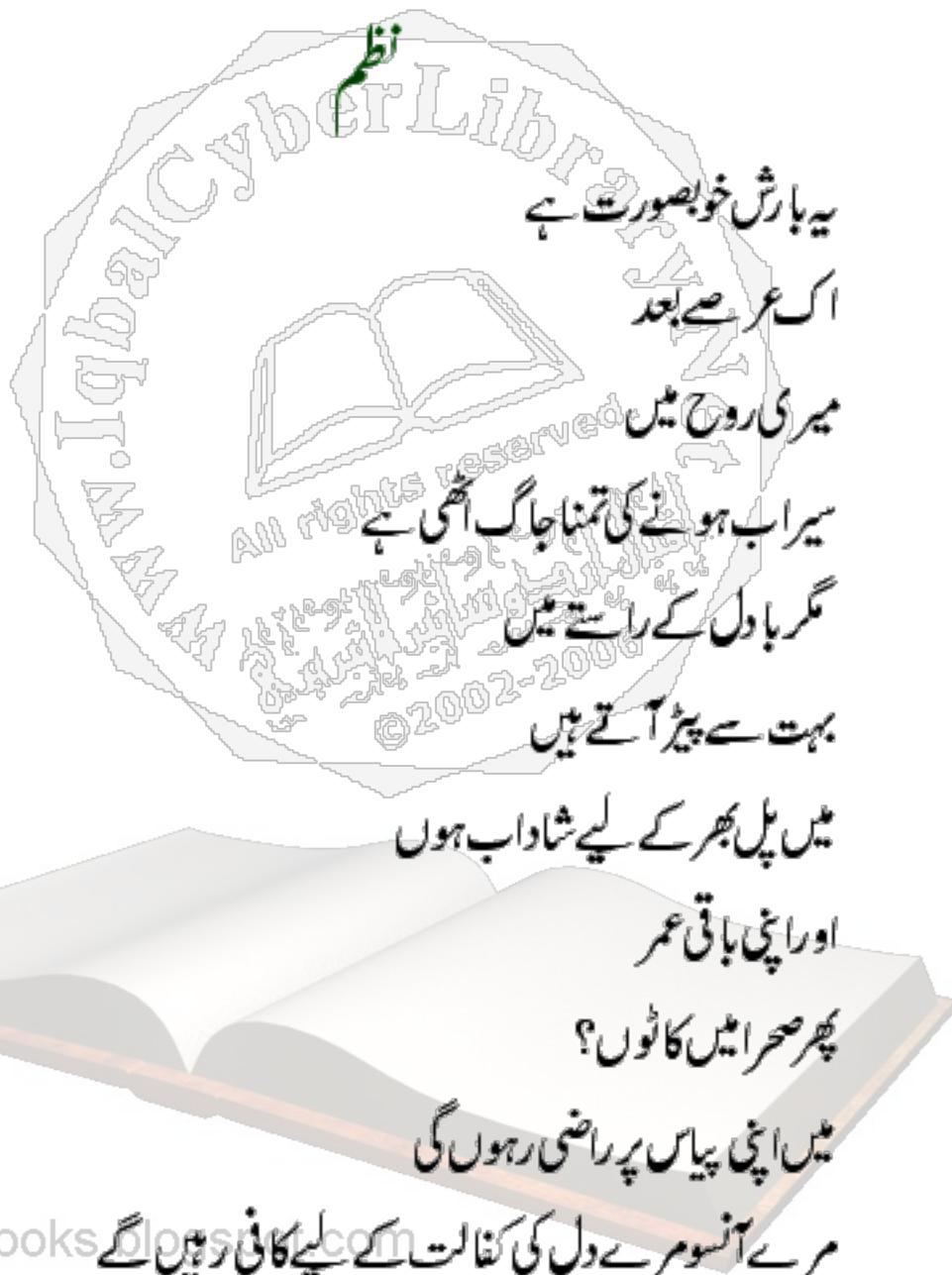
ماںگ میں سیندو ر بھرتی

رنگ اور خوشبو پہنتی

چاند کی جانب نظر کرتی

کہ میری لذت دیدار تو تم ہوا!

مرا تھوا ر تو تم ہوا!



# مگر اس دل کی ویرانی

تمہارا باتھیمیرے ہاتھ میں ہے

اور اس کی خوش اثر حدت

مرے اندر میں رنگ پھولوں کی نئی دنیا کھلانے میں ملکن ہے

تمہارے لب پیمیرے نام کا تارہ چمکتا ہے

تو مری روح ایسے جنمگاٹھتی ہے

جیسے آئینے میں چاند اڑائے

مری پلکوں سے آنسو چوم کر

تم نے انہیں موتی بنانے کی جو ضد کی ہے

وہ ضد مجھ کو بہت اچھی لگی ہے

بہت خوش ہوں

کہ میرے سر پہ چادر کھنے والا ہاٹھ

میرے ہاتھ میں پھر آگیا ہے

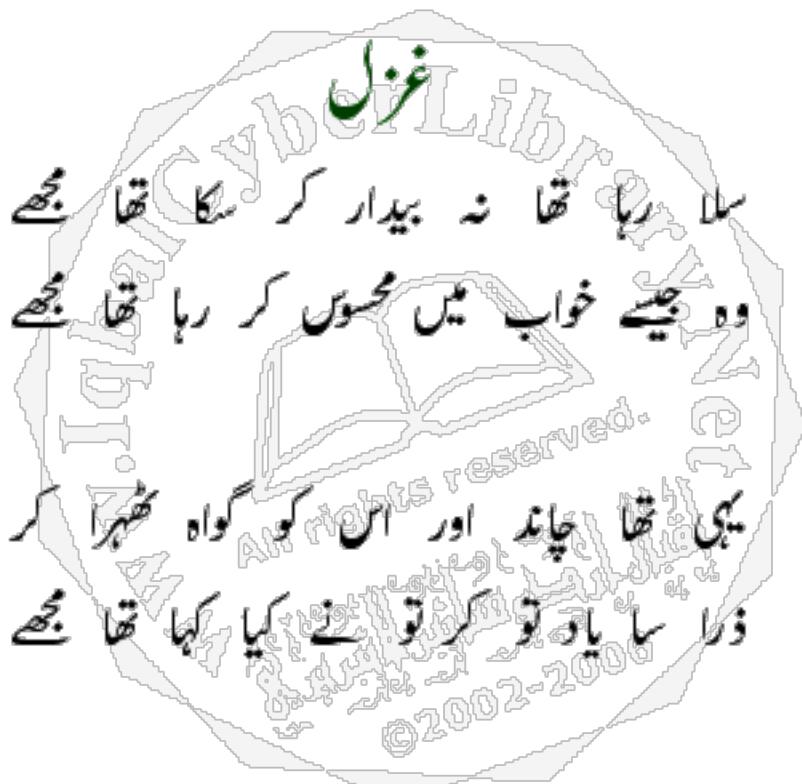
یہ پھول اور یہ ستارے اور یہ موتی

مجھ کو قسمت سے ملے ہیں

اور اتنے ہیں کہ گنتی میں نہیں آتے

مگر اس دل کی ویرانی .....!

مگر اس دل کی ویرانی .....!



تمام رات مری خواب گاہ روشن تھی  
کسی نے خواب میں اک پھول دے دیا تھا مجھے

وہ دن بھی آئے کہ خوبصورت میری آنکھ کھلی  
اور ایک رنگ حقیقت میں پھوڑا تھا مجھے

میں اپنی خاک پ کیسے نہ لوٹ کر آتی  
بہت قریب سے کوئی پکارتا تھا مجھے

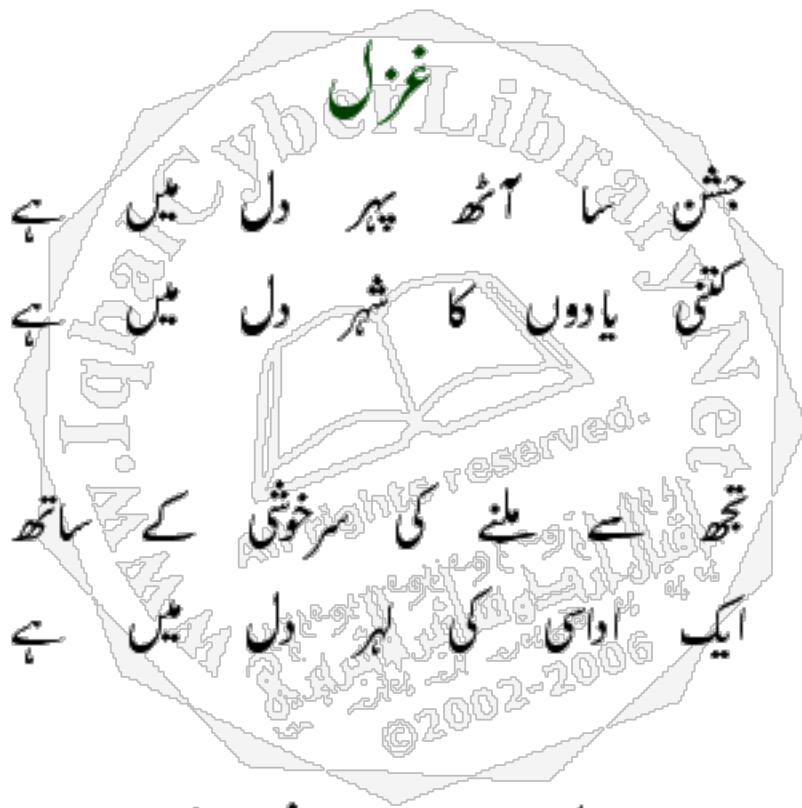
دروں خیسہ ہی میرا قیام رہنا تھا  
تو میر فوج نے لشکر میں کیوں لیا تھا مجھے

تحک گیا ہے دل جھی مرا فریاد سے بھی  
 جی بہلتا نہیں اے دوست تری یاد سے بھی  
 اے ہوا کیا ہے جواب لطم چمن اور ہوا  
 صید سے بھی ہیں مراسم ترے، صیاد سے بھی

کیوں سرکتی ہوئی لگتی ہے زمیں یاں ہر دم  
 کبھی پوچھیں تو سبب شہر کی بنیاد سے بھی

مرق تھی یا کہ شرارِ دل آشفۃ تھا  
 کوئی پوچھئے تو مرے آشیاں برباد سے بھی

بڑھتی جاتی ہے کشش و صدھ گہہ ہستی کی  
 اور کوئی کھینچ رہا ہے عدم آباد سے بھی

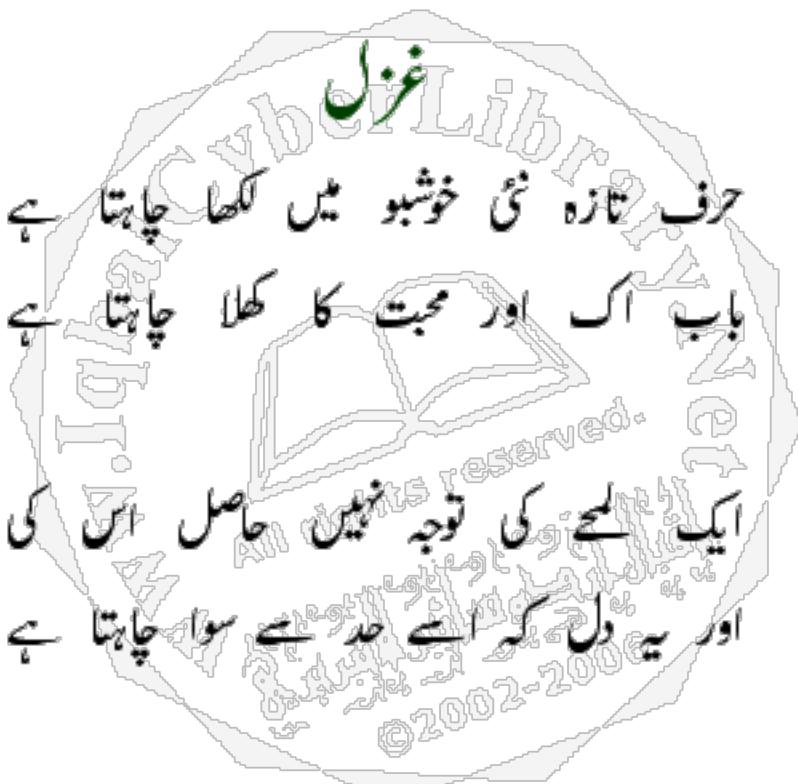


ہے ازل سے رخ نلک نیلا  
کس قیامت کا زہر دل میں ہے

دھوپ نکلی ہوئی ہے برف کے بعد  
کون یہ صح چہر دل میں ہے

خلک ہوتی نہیں کسی موسم  
غم کی اک ایسی نہر دل میں ہے

حیف ہے ایسی میزبانی پر  
حضرت سیر دہر دل میں ہے



اک حجاب تھہ اقرار ہے مانع ورنہ  
گل کو معلوم ہے کیا دست صبا چاہتا ہے

ریت ہی ریت ہے اس دل میں مسافر میرے  
اور یہ صحرا تیرا نقش کف پاپ چاہتا ہے

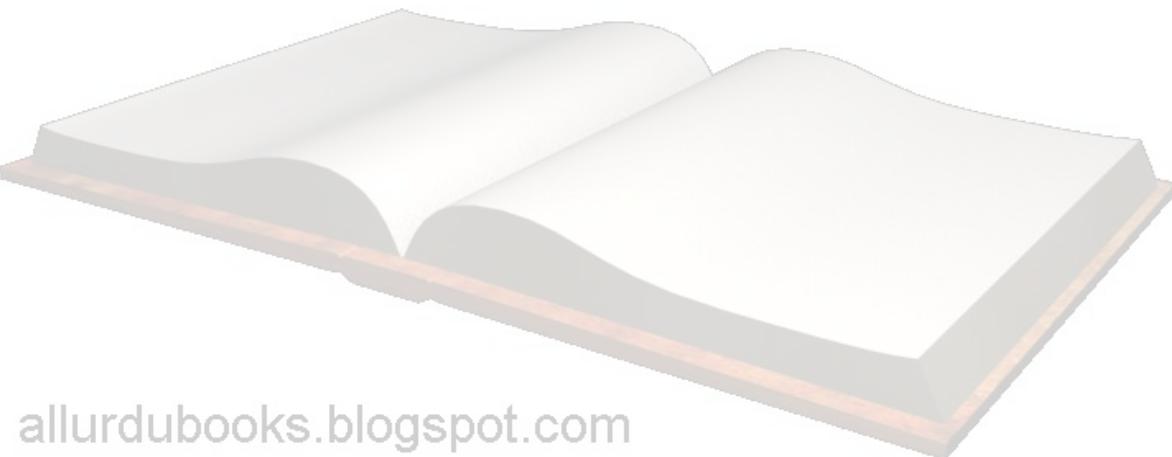
یہی خاموشی کئی رنگ میں ظاہر ہو گی  
اور کچھ روز ، کہ وہ شوخ کھلا چاہتا ہے

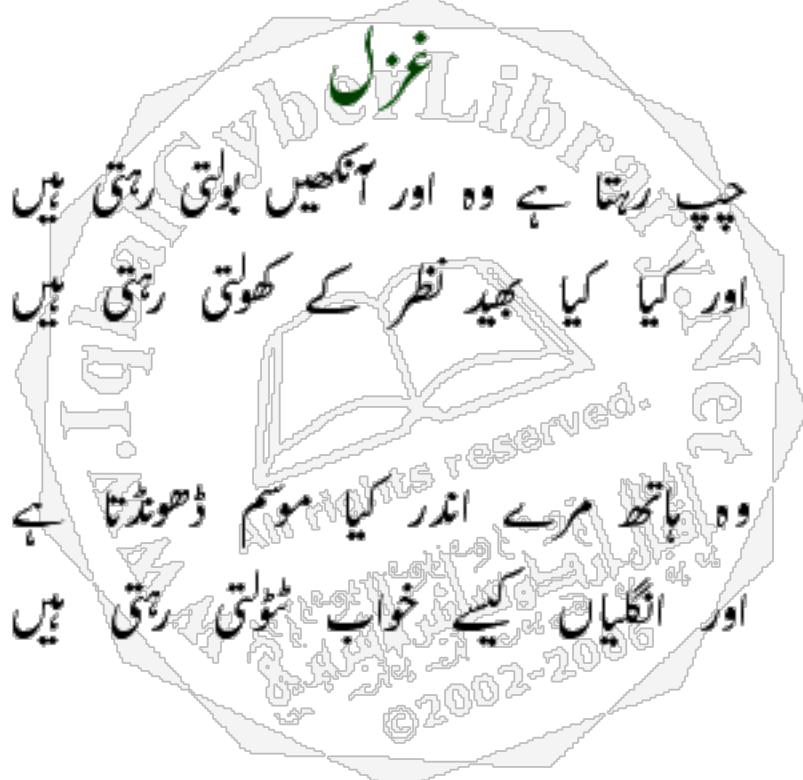
رات کو مان لیا دل نے مقدر لیکن  
رات کے ہاتھ پہ اب کوئی دیا چاہتا ہے

تیرے پیلانے میں گردش نہیں باقی ساقی  
اور تری بزم سے اب کوئی اٹھا چاہتا ہے

All rights reserved.  
Digitized by srujanika@gmail.com

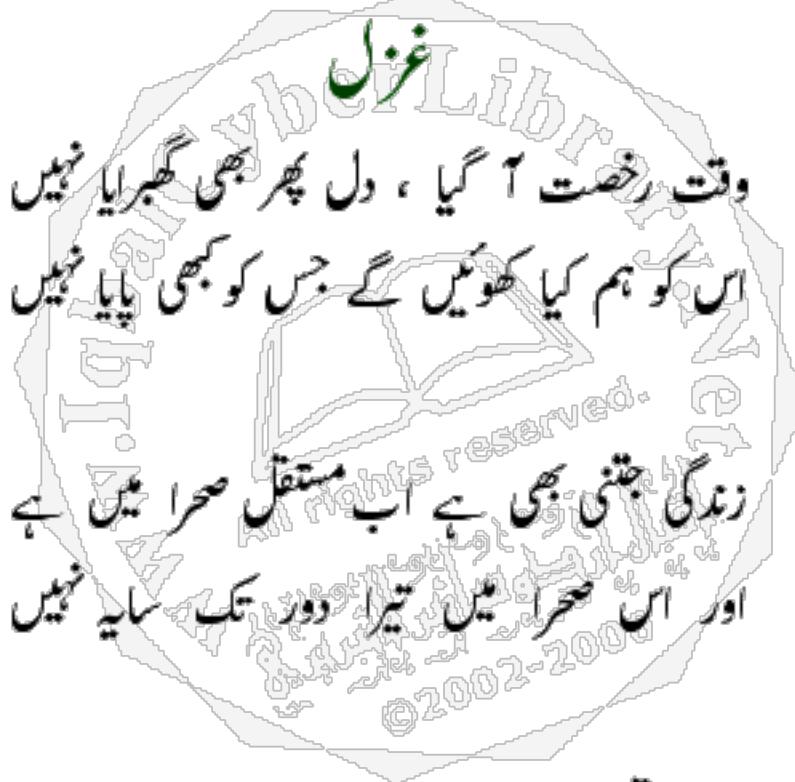
© 2002-2006  
© 2002-2006





اک وقت تھا جب یہی چاند تھا اور سنائا تھا  
اور اب یہی شامیں موتی روٹی رہتی ہیں

یاد آتی ہیں اس کی پیار بھری باتیں شب بھر  
اور سارے بدن میں مرت گھولتی رہتی ہیں



میری قسم میں فقط درد تھہ ساغر ہی ہے  
اول شب جام میری سمت وہ لایا نہیں

تیری آنکھوں کا بھی کچھ ہلاکا گلابی رنگ تھا  
ذہن نے میرے بھی اب کے دل کو سمجھایا نہیں

کان بھی خالی ہیں میرے اور دونوں ہاتھ بھی  
اب کے فصل گل نے مجھ کو پھول پہنایا نہیں

کیسا خلابے

یہ کیسا خلابے

جو خوابوں کے رستے مری روح میں آگیا ہے

میں جس پھول بن میں

ہری گاس پرتلیاں چین رہی تھی

وہ گرش گیے میرے قدموں سے کیسے جد اہوگیا

میں جس آسمان کے

ستاروں میں اپنا ستارہ الگ کر رہی تھی

وہ تاروں بھری چھت مرے سر سے کیوں ہٹ گئی

ز میں پڑھوں اور میں نہ زیر فلک

ن دھڑکا ہے دل کونہ کوئی کمک

ترے ساتھ ہوں اور نہ ترے بغیر

جئے جا رہی ہوں میں اپنے بغیر

ہوا جامِ صحبت تجویز کرتی ہے

مجھے معلوم تھا

یہ دن بھی دھکی کو کھے پھونا ہے

میری ماتھی چادر reserved

All rights reserved  
© 2002-2008

نہیں تبدیل ہو گی آج کے دن بھی

جورا کھاڑتی تھی خوابوں کی بدن میں

یونہی آشنا رہے گی

اور اداسی کی یہی صورت رہے گی!

میں اپنے سوگ میں ماتم کنائ

یوں سربے زانورات تک بیٹھی رہوں گی

اور مرے خوابوں کا پرسہ آج بھی کوئی نہیں دے گا.....!

مگر یہ کون ہے

جو یوں مجھے باہر بلاتا ہے

بڑی زمی سے کہتا ہے

کہ اپنے مجرہ غم سے نکل کر باغ میں آؤ

ذریبا ہر تو دیکھو!

دور تک سبزہ بچھا ہے

اور ہری شاخوں پر نارنجی شگوئے مسکراتے ہیں

ملائم سبز پتوں پر پڑی شبشم

سنہری دھوپ میں، ہیرے کی صورت جگگاتی ہے

درختوں میں چھپی ندی

بہت دھیٹے سروں میں لگناتی ہے

چمکتے زرد پھولوں سے لدی، نہی پہاڑی کے عقب میں

نقری چشمہ خوشی سے کھلکھلاتا ہے

پرندخوش گلو

All rights reserved.

© 2000 CyberLi

شاخ شاگفتہ پر چکرتا ہے

گھنے جنگل میں باڑ کا غبار سبز

صلح شیشہ دل پر

ملام انگلیوں سے مر جا کے لفظ لکھتا ہے

کوئی آتا ہے

آکر چادر غم کو بڑی آہستگی سے

میرے شانوں سے ہٹا کر

سات رنگوں کا دو پتہ کھول کر مجھ کو اڑھاتا ہے

میں کھل کر سانس لیتی ہوں

مرے اندر

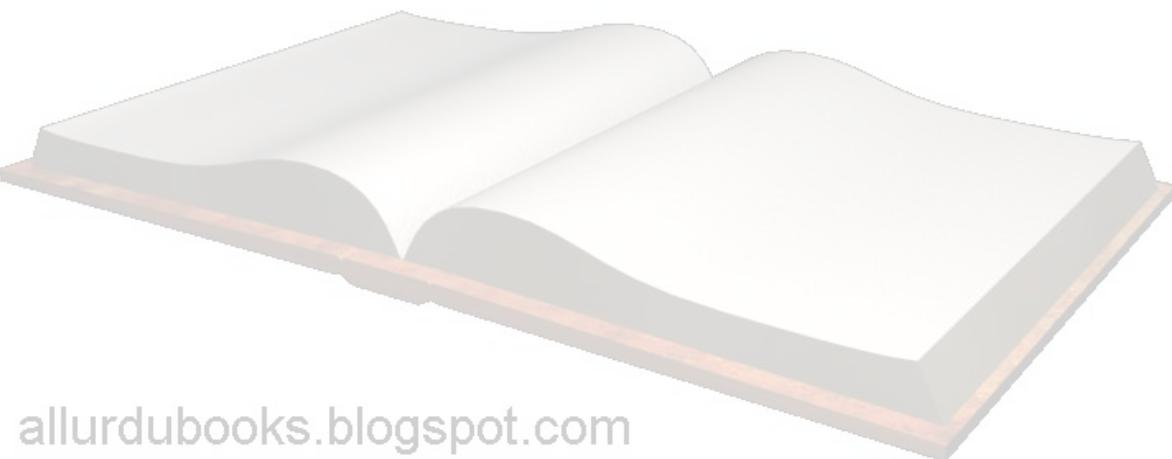
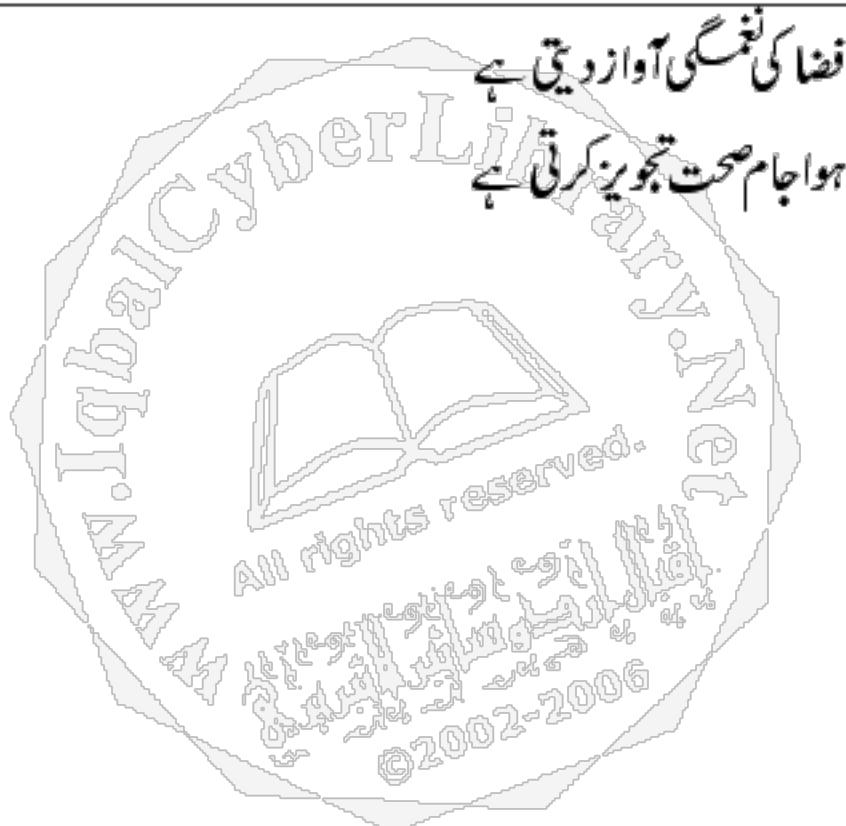
کوئی پیروں میں گھنگھرو باندھتا ہے

قص کا آغاز کرتا ہے

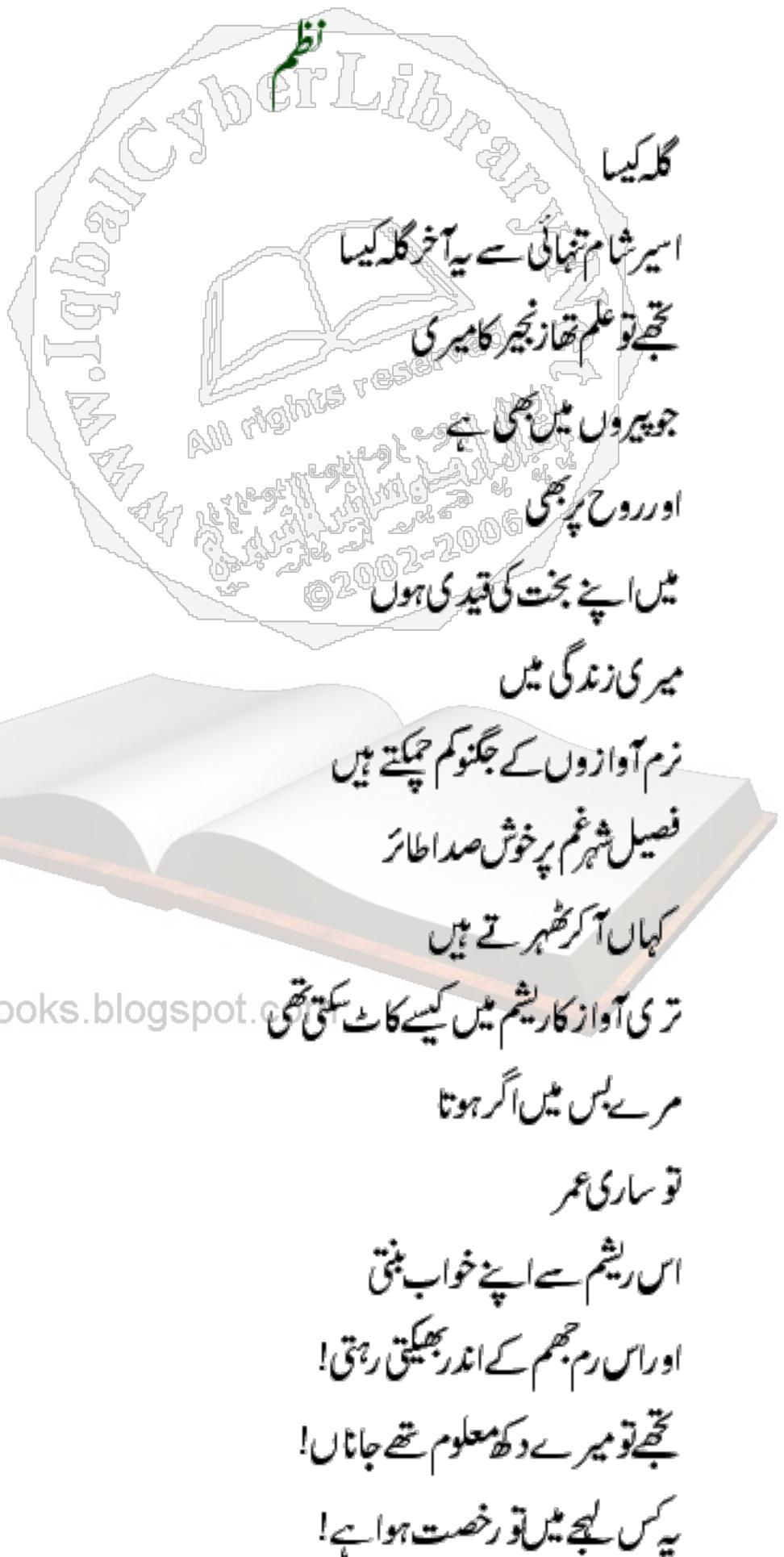
مرے کانوں کے آویزوں کو یہ کس نے چھوا

جس سے لویں پھر سے گلابی ہو گئی ہیں

کوئی سرگوشیوں میں پھر سے میرا نام لیتا ہے



[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)



# ایک سا و نظر پروف نظم

بہت خوش شکل ہے یہ گھر  
 طسمی ہے فضنا اس کی  
 دریچوں کا ہے رخ دریا کی جانب  
 اور دروازے بھی اکثر باغ کے پہلو میں کھلتے ہیں!  
 عروس نو کے خوابوں کی طرح نقشین ہے ہر کمرہ  
 اور ان کے وسط میں المانوی شعیین سحر تک جملاتی ہیں

بہت آرستہ مہمان خانے میں

طلاں قاب میں رکھے ہوئے اشمار تازہ، هبڑو عنابی  
 منقش جامیں میں شراب کہربائی  
 اور کف دلیز سے لے کر

مکینوں کے نگاریں جملہ گاہ خواب

اور دیوان خانے تک

بچھے غالچہ شیراز و روما

آپ کے قدموں کی آہٹ اس طرح سے جذب کرتے ہیں

کہ جیسے خانہ زادتاج

محلوں میں بچھے رازوں کو اپنے گنگ سینوں میں۔

مکین سرگوشیوں میں بات کرتے ہیں

صدائے شام کا زخمی پرندہ

شیشہ در سے برادر سر ٹکراتا ہے

لیکن باریابی کی کوئی صورت نہیں بنتی

درپھوں پر کبھی

بارش کی نغمی سی ہمیلی کی جھلک

مجھ کو دکھانی دے بھی جاتی ہے

مگر دستک نہیں آتی

جہاں میں ہوں

وہاں آواز کو رستہ نہیں ملتا!

یہاں سے ایک شب کے فاصلے پر

دور آزادی کی مورت کے جلو میں

شہراہ شرق اول پر

طلسمی رنگ، جادوی فضا

اک اور بستی ہے

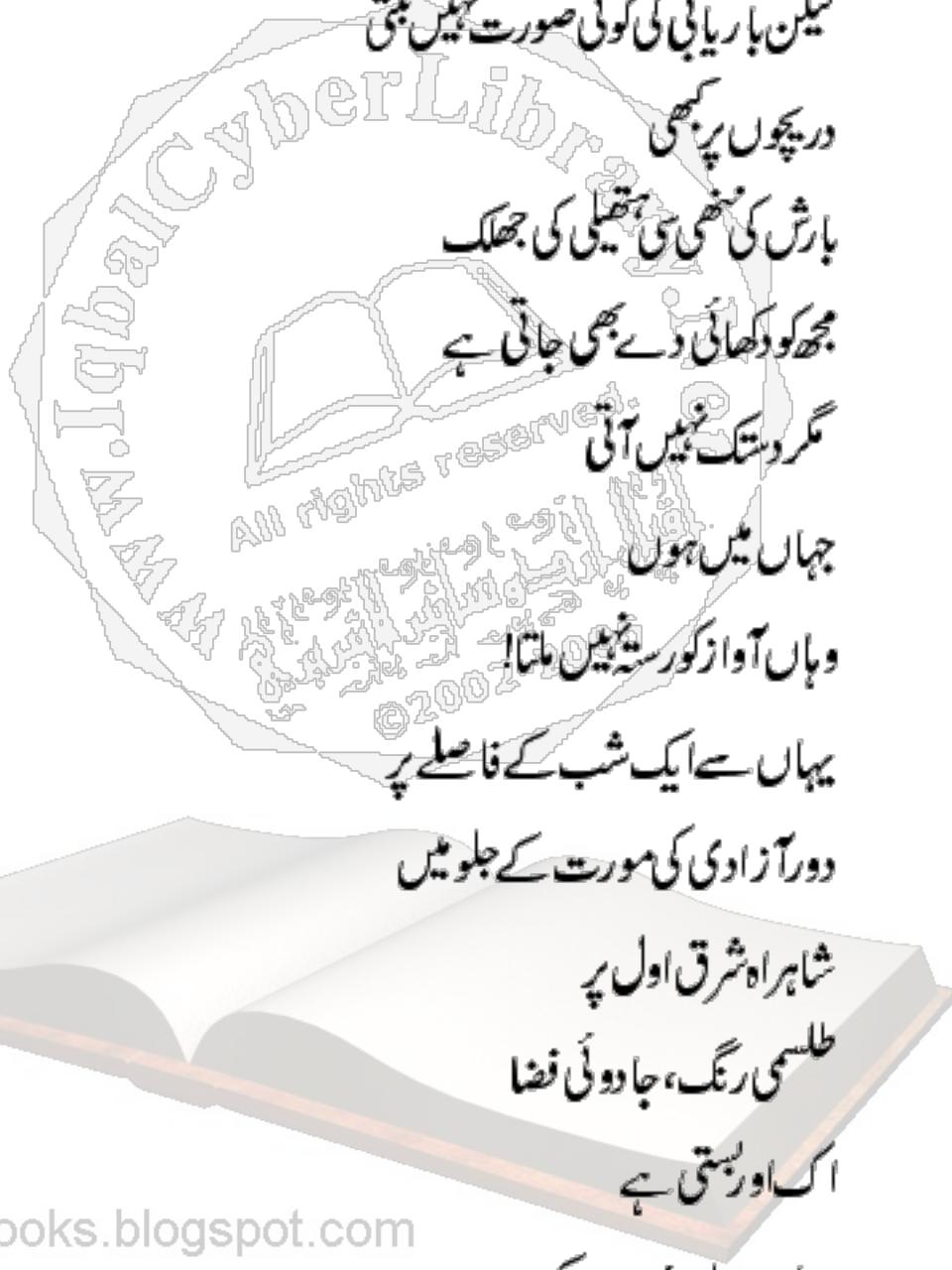
جہاں دنیا نے سوم کے

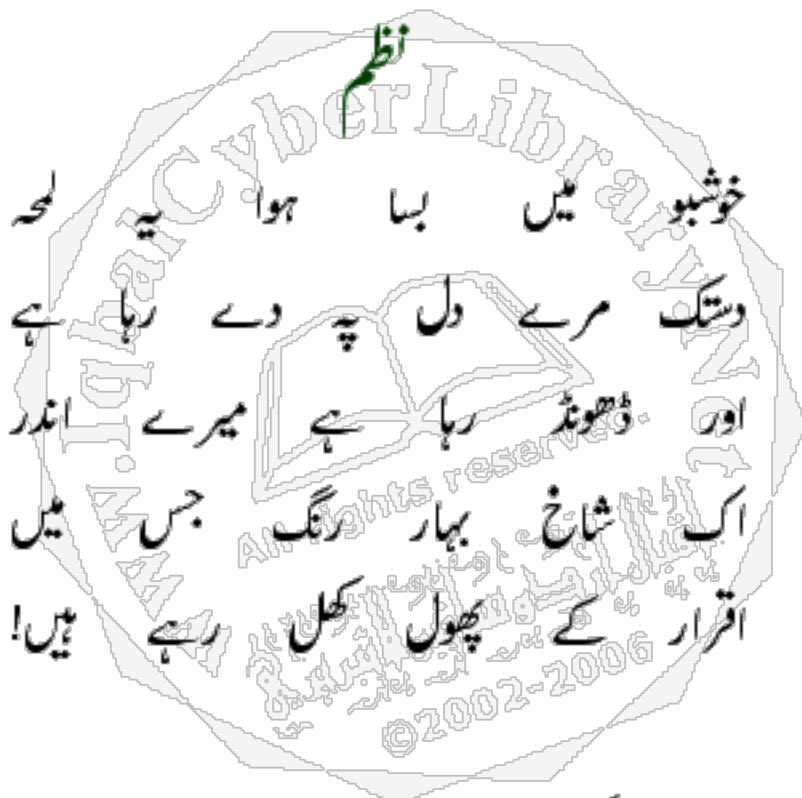
کسی کوچے سے آتے ہیں کو

پروانہ راہداری عظمی نہیں ملتا

جہاں ہم ہیں

وہاں آواز کو رستہ نہیں ملتا!





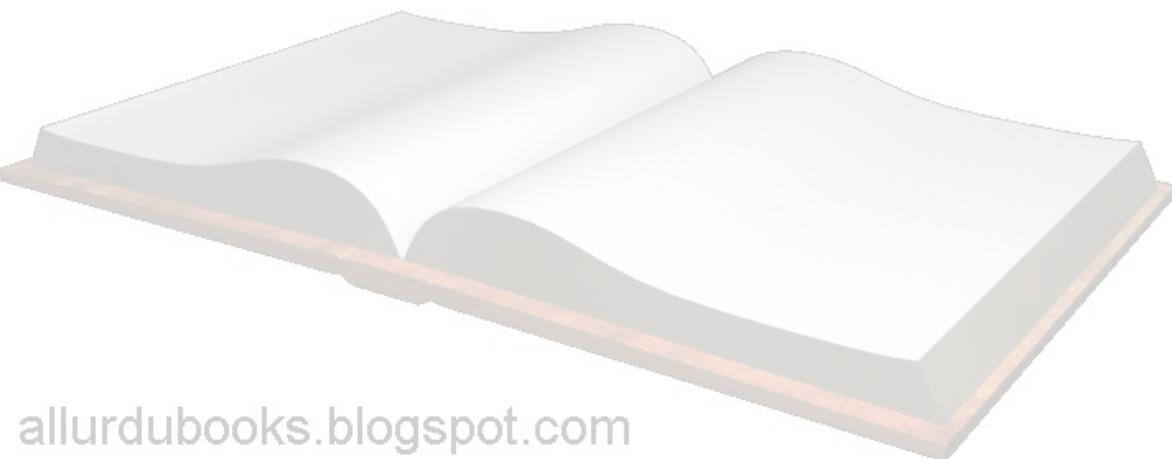
میں کیسے کروں یہ در کشادہ  
اس پر تو وہ قفل پڑ چکا ہے  
جس کے لیے سارے اسم بیکار  
یہ میرے ستارے کی طرح ہے  
تاریک ، اداں ، غیر آباد!

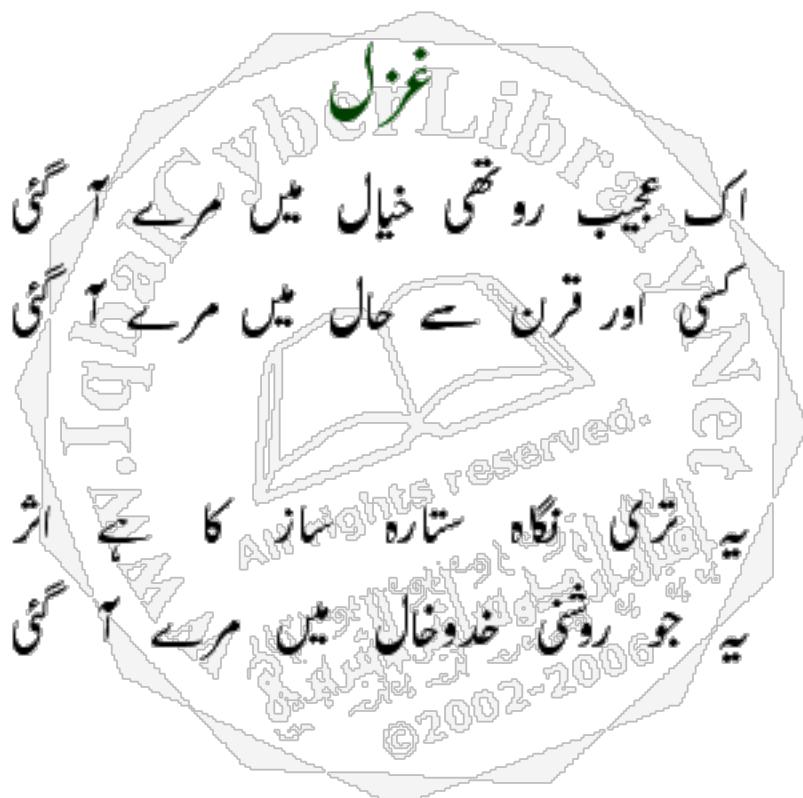
اے میرے خدا ، مرے بدن میں  
ہمت نہیں اب ٹکٹکی کی  
شیشے کی طرح ہے اس کا دل بھی  
اک ٹھیس سے ٹوٹنے کا ڈر ہے  
مالک ہے تو آب و باد و گل کا  
 قادر ہے ہماری قسمتوں پر  
اتنی سی دعا ہے میری تجوہ سے

یا اس کے ارادے کو بدل دے!  
یا میرے ستارے کو بدل دے!

All rights reserved.  
All rights reserved.

© 2002-2006  
© 2002-2006



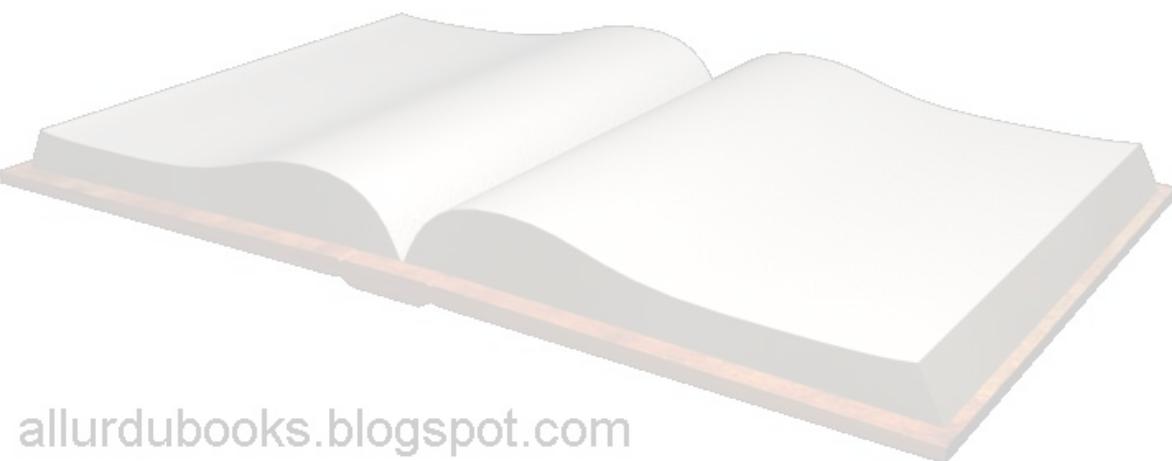
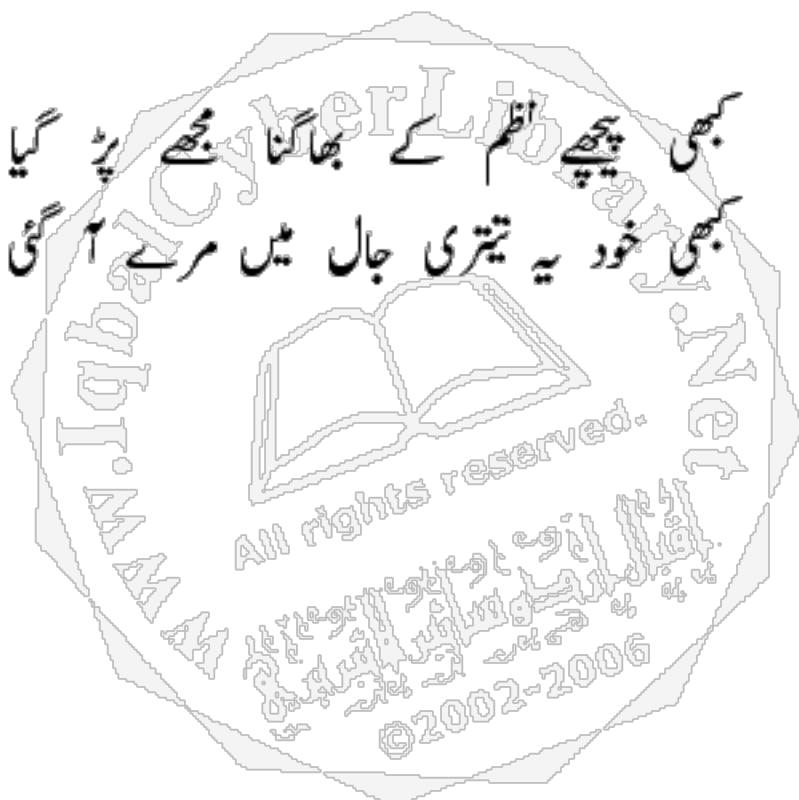


مری عمر نہیں دکھ میں فرق پڑا ہے یہ  
یہ کمی سی جو سہ و سال میں مرے آگئی

وہ جواب دے کے بھی دیر تک رہا سوچتا  
کوئی بات ایسی سوال میں مرے آگئی

ترے ساتھ اڑنے کا سوچ کر ہی میں کھل گئی  
کوئی لہر سی پر و بال میں مرے آگئی

کبھی زندگی میں منافقت نہیں کر سکی  
یہ کمی بھی فرد و بال میں مرے آگئی



غزل

خوش کی بات ہے یا دکھ کا منظر دیکھ سکتی ہوں  
 تری آواز کا چہرہ میں چھو کر دیکھ سکتی ہوں  
 ابھی تیر کے لبوں پر ذکرِ نصل گل نہیں آیا  
 مگر اک پھول کھلتے اپنے اندر دیکھ سکتی ہوں

مجھے تیری محبت نے عجب اک روشنی بخشی  
 میں اس دنیا کو اب پہلے سے بہتر دیکھ سکتی ہوں

کنارہ ڈھونڈنے کی چاہ تک مجھ میں نہیں ہو گی  
 میں اپنے گرد اک ایسا سمندر دیکھ سکتی ہوں

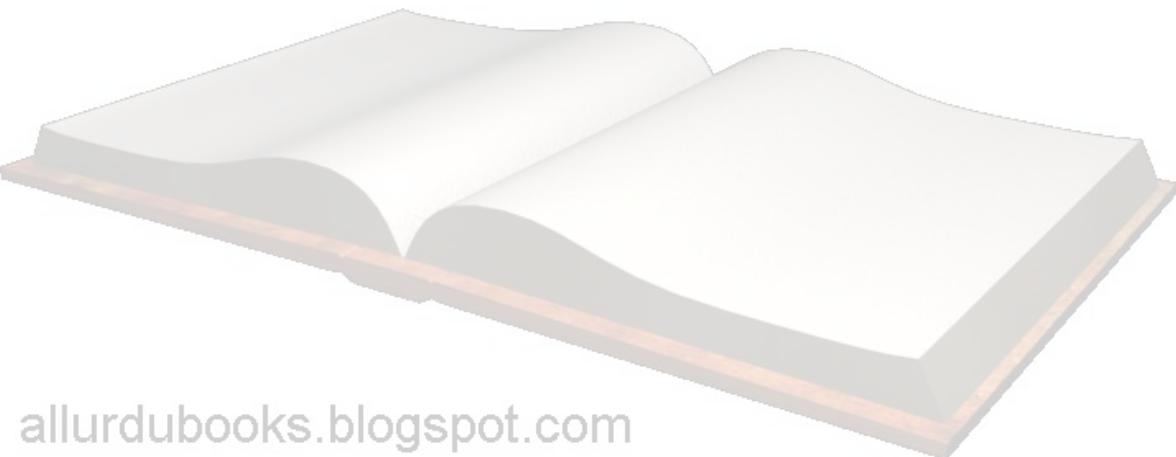
خیال آتا ہے آدمی رات کو جب بھی ترا دل میں  
 اترتا ایک صحیفہ اپنے اوپر دیکھ سکتی ہوں

وصال و بحراب یکساں ہیں، وہ منزل ہے الفت میں  
 میں آنکھیں بند کر کے تجھ کو اکثر دیکھ سکتی ہوں

ابھی تیرے سوا دنیا بھی ہے موجود اس دل میں  
میں خود کو کس طرح تیرے برابر دیکھ سکتی ہوں

All rights reserved.  
www.dreams.com.pk

© 2002-2006  
© 2002-2006

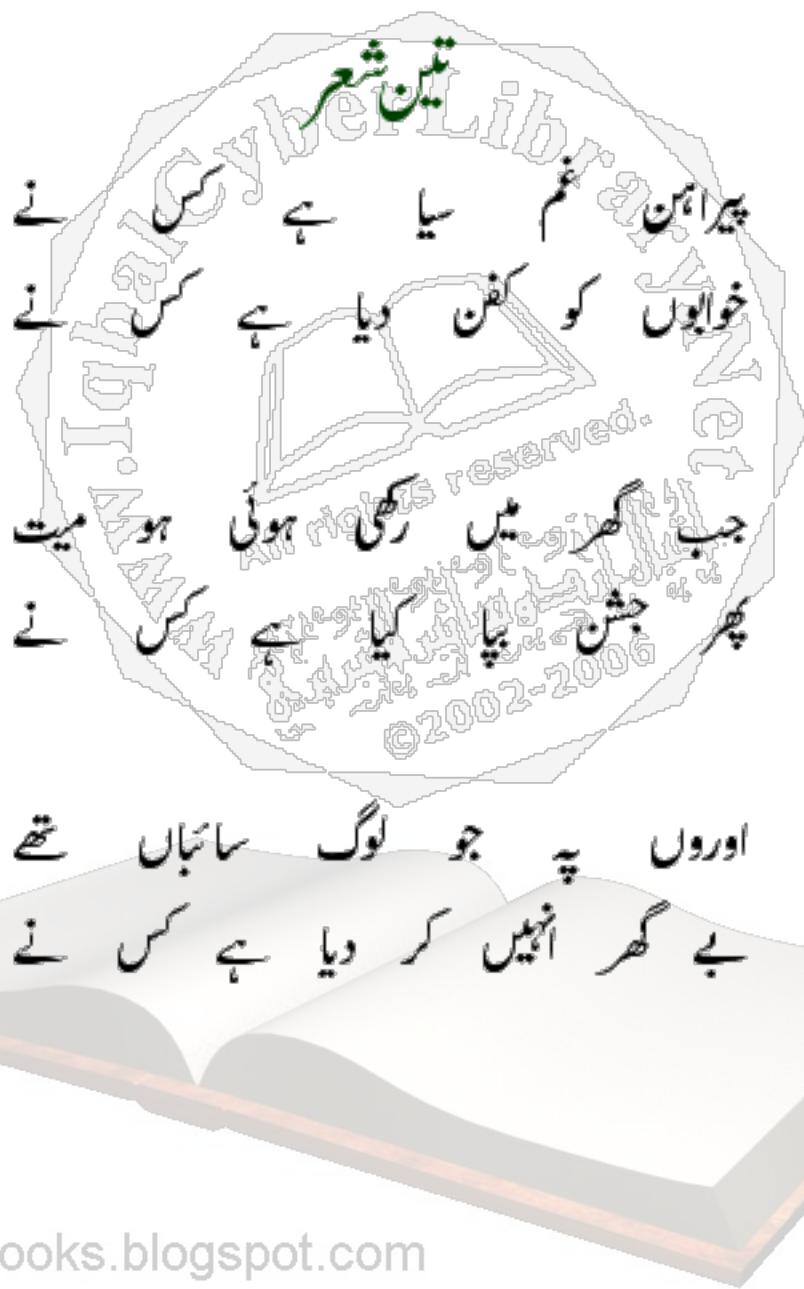




ایسا کوئی شعر کب کہا ہے  
جو ہو سکے انتساب اس کے

اپنے لیے مانگ لون خدا سے  
ھے میں جو ہیں عذاب مس کے

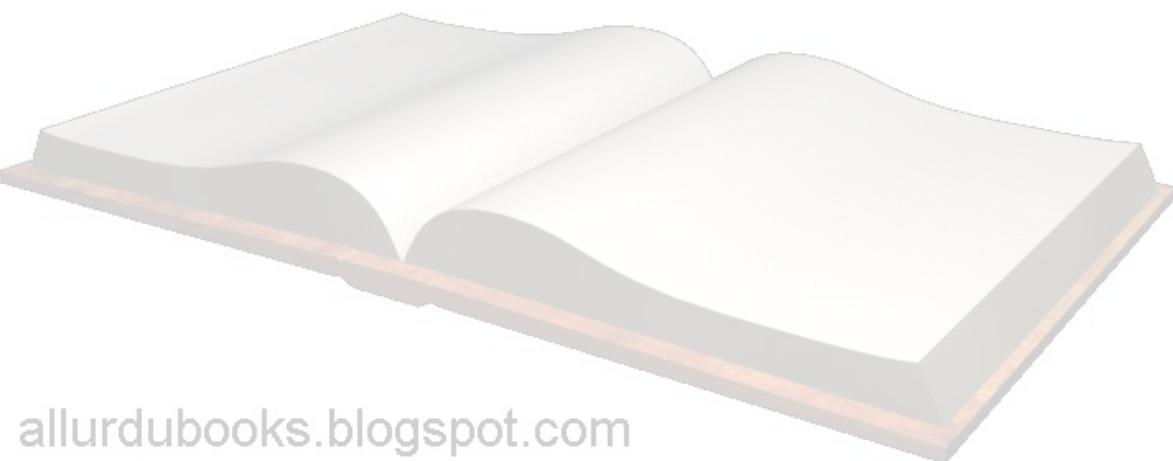
ویسے تو وہ شوخ ہے بلا کا  
اندر ہیں بہت جحاب اس کے



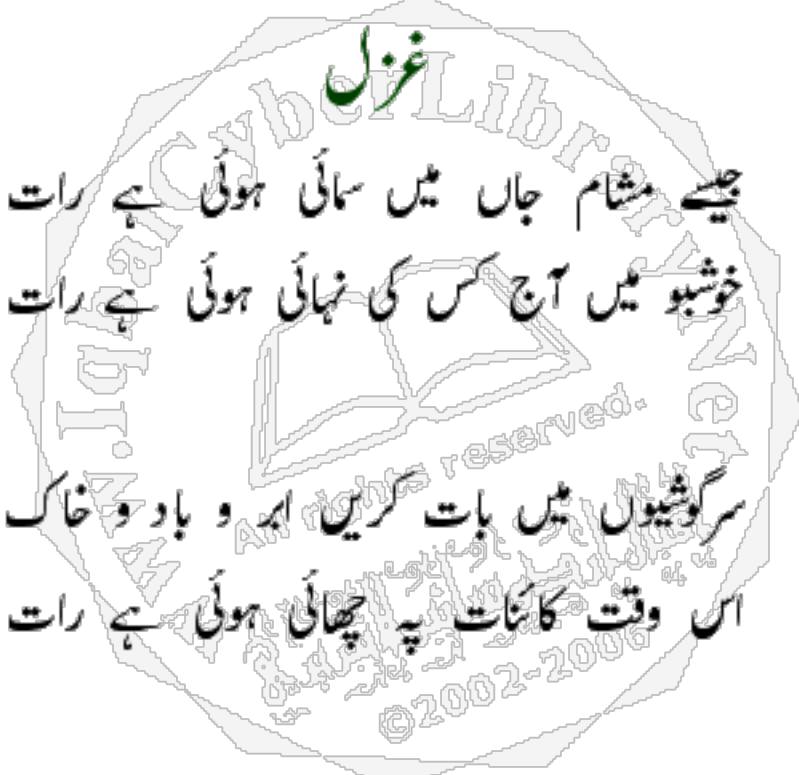


آنگن	میں	کی	اور	بارات	اتری
------	-----	----	-----	-------	------

جیون	میں	کی	پورے	آتی	چاند	کی	رات
------	-----	----	------	-----	------	----	-----



[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)



ہر رنگ جس میں خواب کا گھلتا چلا گیا  
کس رنگ سے خدا نے بنائی ہوئی ہے رات

پھولوں نے اس کا جشن منیا زمین پر  
تاروں نے آسمان پہ مجاہی ہوئی ہے رات

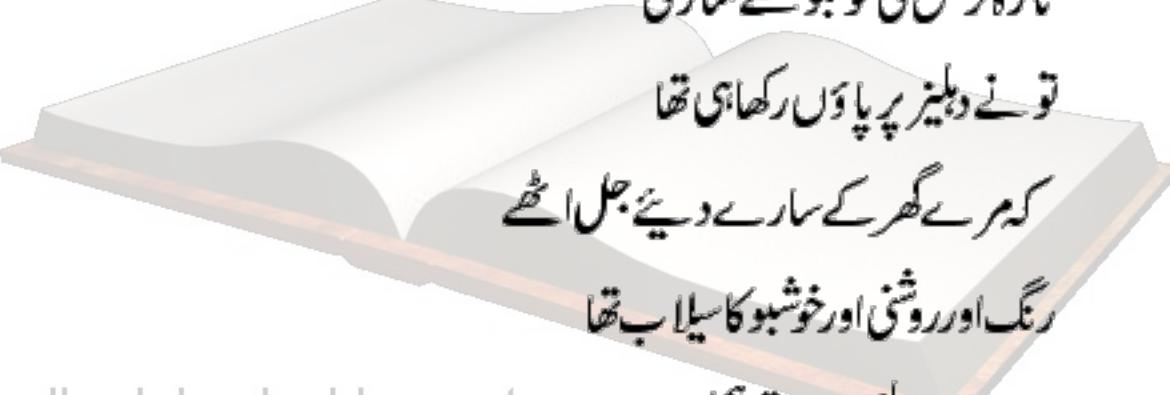
وہ چاند چھپ چکا ہے مگر شہر دیدے نے  
اب تک اسی طرح سے بسائی ہوئی ہے رات

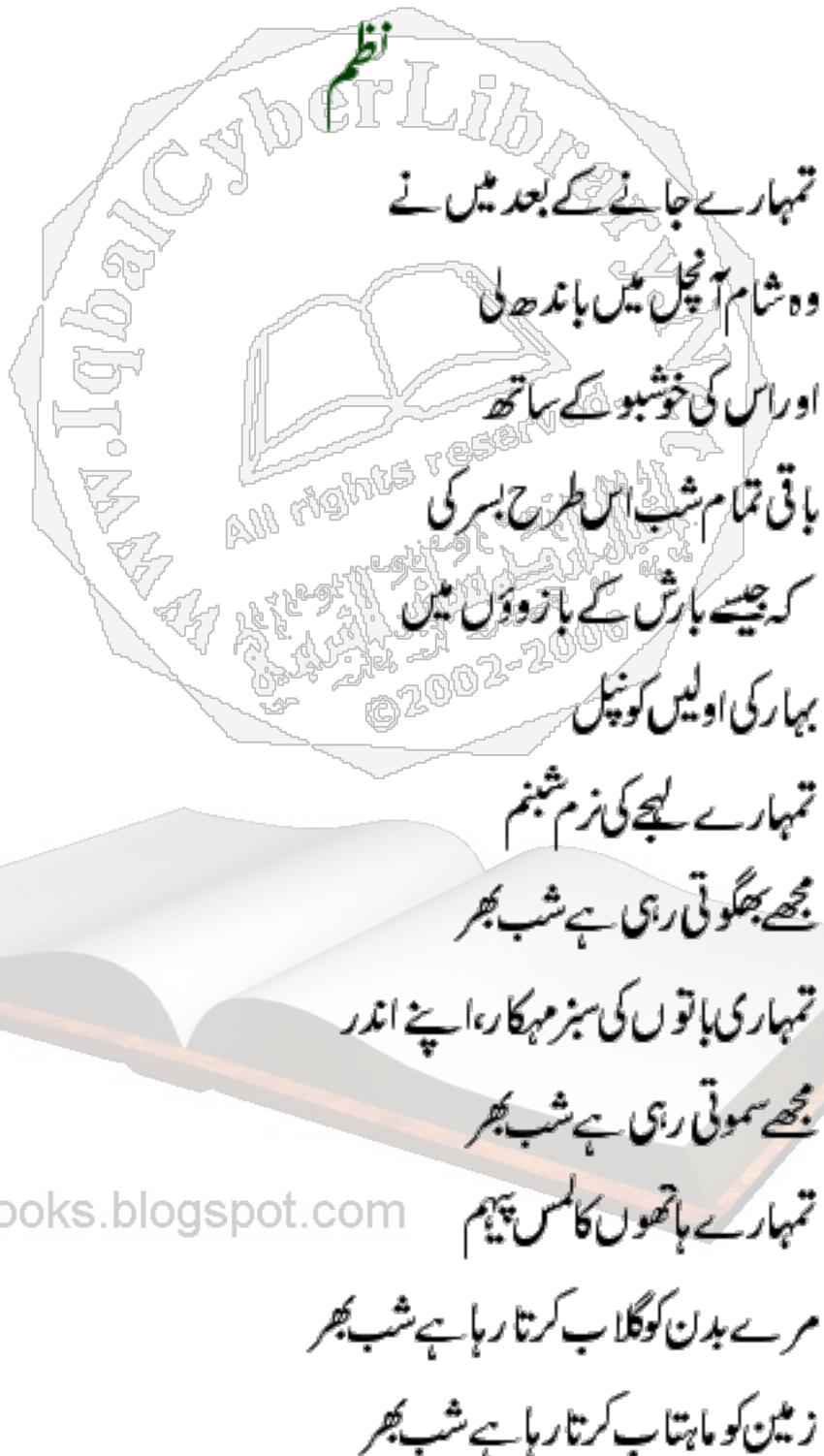
صحیح جمال یار کے جادو کو دیکھ کے  
ہم نے نظر سے اپنی چھپائی ہوئی ہے رات

ناظم  
CyberLib

زمستان کی ایک ریشمیں شام تھی  
مرے گھر کے سارے دراتچے  
تری زم دستک کے یوں منتظر تھے  
کہ جیسے ازل سے تری آہشوں سے شناہماہیں  
خواب گہے نضا  
کمرہ میز بانی تملک  
تازہ مزگ کی خوبیوں سے گلنا تھی  
تو نے دہلیز پر پاؤں رکھا ہی تھا  
کہ مرے گھر کے سارے دیئے جل اٹھے  
رنگ اور روشنی اور خوبیوں کا سیلا ب تھا

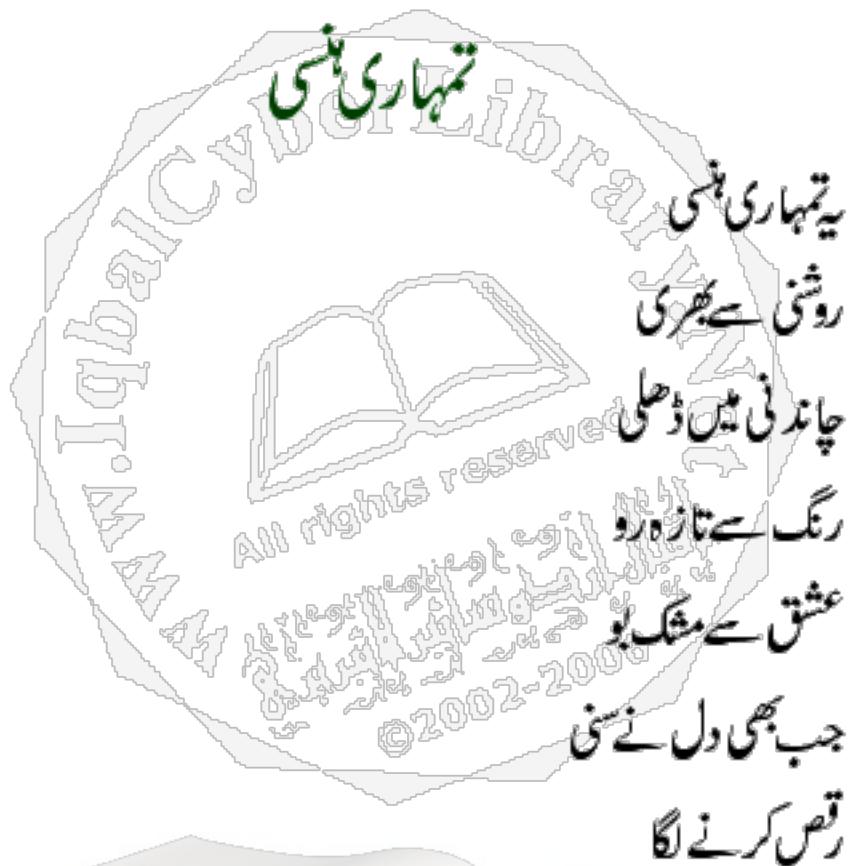
جو بہائے لئے جا رہا تھا ہمیں !  
دیر تک گفتگو سے چرا غاص رہا  
موسموں پر،  
سیاست پر  
کار جہاں اور کار سماوات پر  
پروہا اک لفظ جو  
تیرے دل میں کھلا  
اور مرے خواب میں  
ان چھواہی رہا!







اس وقت یہ پیاسا دل  
جب بات کرے اس سے  
مددوш نہ ہو کیوں کر  
آنکھوں کی طرح جس کی  
آواز میں سرفی ہوا



روح میں جیسے قوس قزح کھنچ گئی  
آج بھی اس نہسی کے وہی رنگ تھے  
آج بھی روشنی کی وہی چھوٹ تھی  
آج بھی اس کی خوبیوں جنون خیز تھی  
پر کوئی بات تھی جس سے خالی تھی یہ  
آج تو میری صورت ہوا تھی یہ

[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)

## نئے سال کی دعا

خدا کرے کہ نیا سال تیرے دامن میں

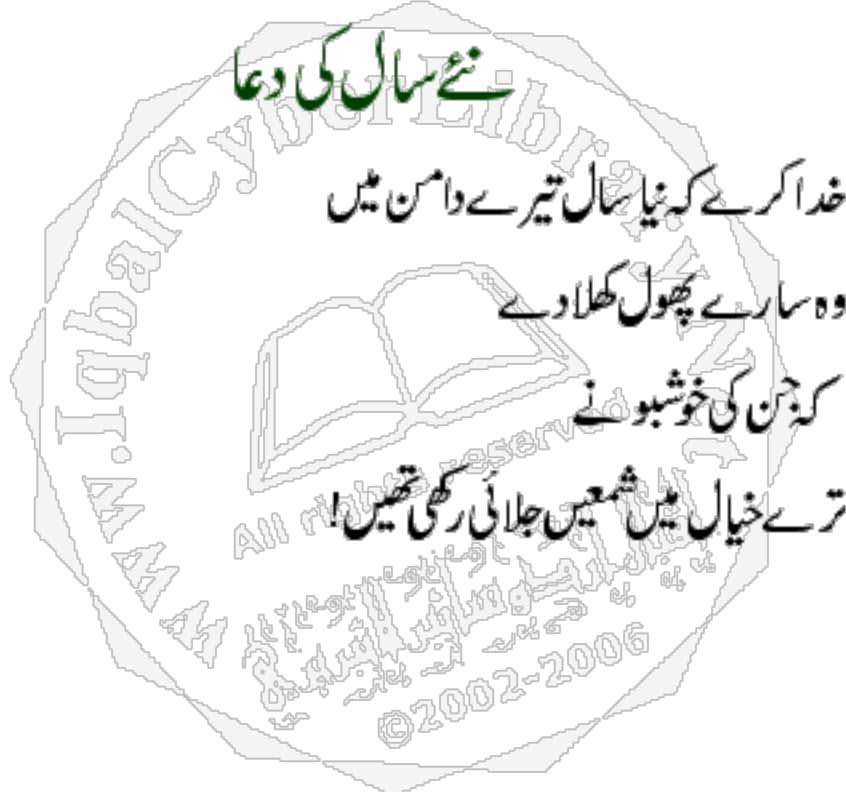
وہ سارے چھوٹے کھلادے

کہ جن کی خوبصورتی

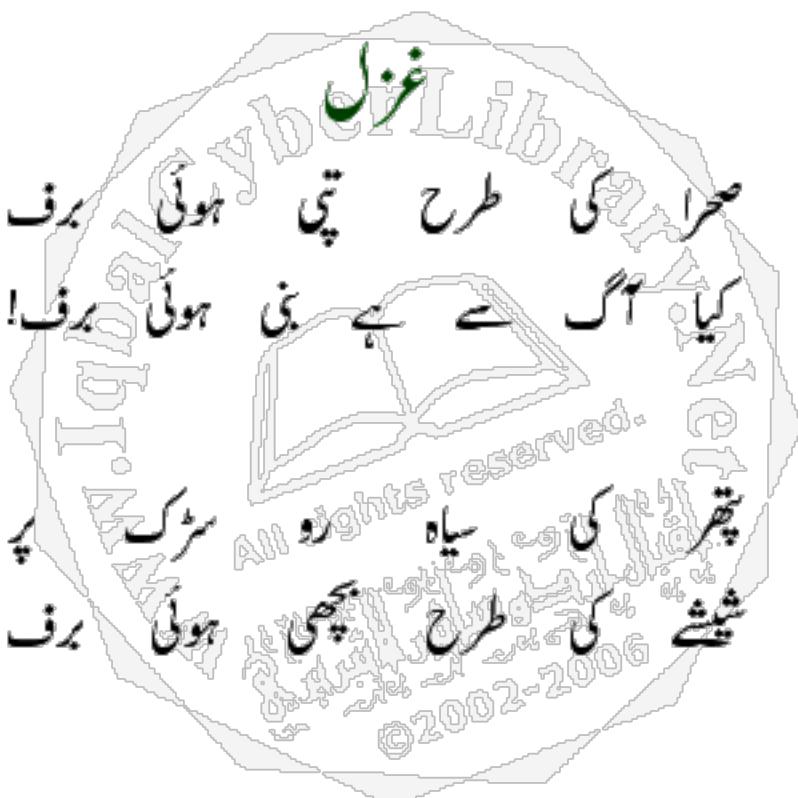
ترے خیال میں شعیں جلائی رکھی تھیں ।

All rights reserved

© 2002-2006





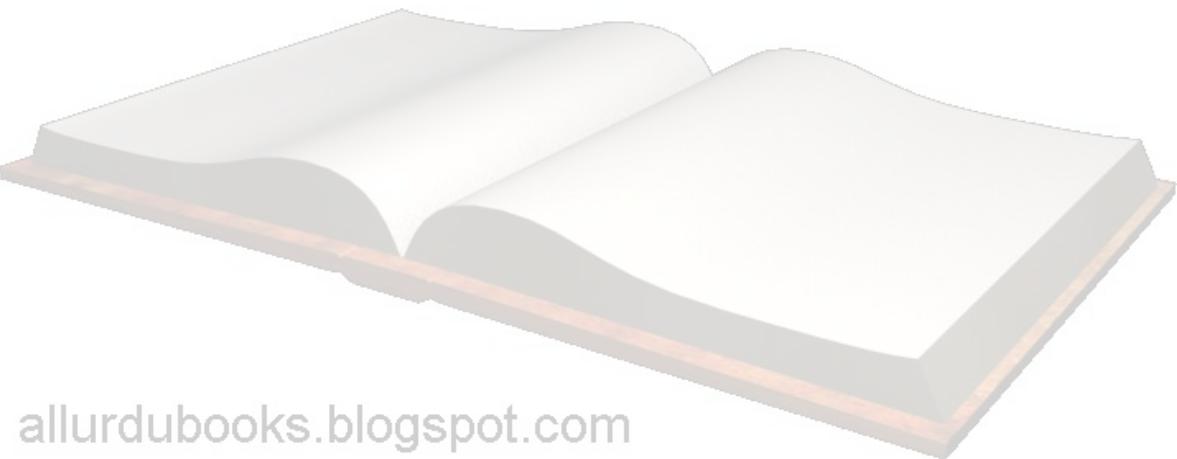


ہے شام کی سرمی ردا پر  
چمپا کی طرح بھی ہوئی برف

اندر سے سراہا آگ ہوں میں  
باہر سے مگر جھی ہوئی برف

ہیں چست قبا شجر ہی ، یا ہے  
ہمراہ بدن سلی ہوئی برف

لگتا ہے کہ شب دک رہی ہے  
مہتاب ہے اور کھلی ہوئی برف



[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)

# غزل

ظلہ کے ہاتھوں اذیت میں ہے جس طرح حیات  
ایسا لگتا ہے کہ اب حشر ہے کچھ دیر کی بات  
روز اک دست کے مرلنے کی خبر آتی ہے  
روز اک قتل پر جس طرح کہ مامور ہے رات

خیمہ غیر سے منگوانے ہوئے یہ مجر  
رن پڑے گا تو گھڑی بھر کون دے پائیں گے سات

کس طرح جان سکے طارک نو آموز  
کون ہے جال کشا، کون لگائے ہوئے گھات!

امتنیوں میں چھپائے ہوئے ہر اک تختیر  
اور گفتار کی بابت میں ہیں سب قند و نبات

## غزل

سلک رہا ہے مرا شہر ، جل رہی ہے ہوا  
 کبھی آگ ہے جس میں پکھل رہی ہے ہوا  
 یہ کون باغ میں تجھر بdest پھرتا ہے  
 یہ کس کے خوف سے چہرہ بدل رہی ہے ہوا

شریک ہو گئی سازش میں کس کے کہنے پر  
 یہ کس کے قتل پر اب ہاتھ مل رہی ہے ہوا

پرندے سہے ہوئے ہیں درخت خوف زدہ  
 یہ کس ارادے سے گھر سے نکل رہی ہے ہوا

## غزل

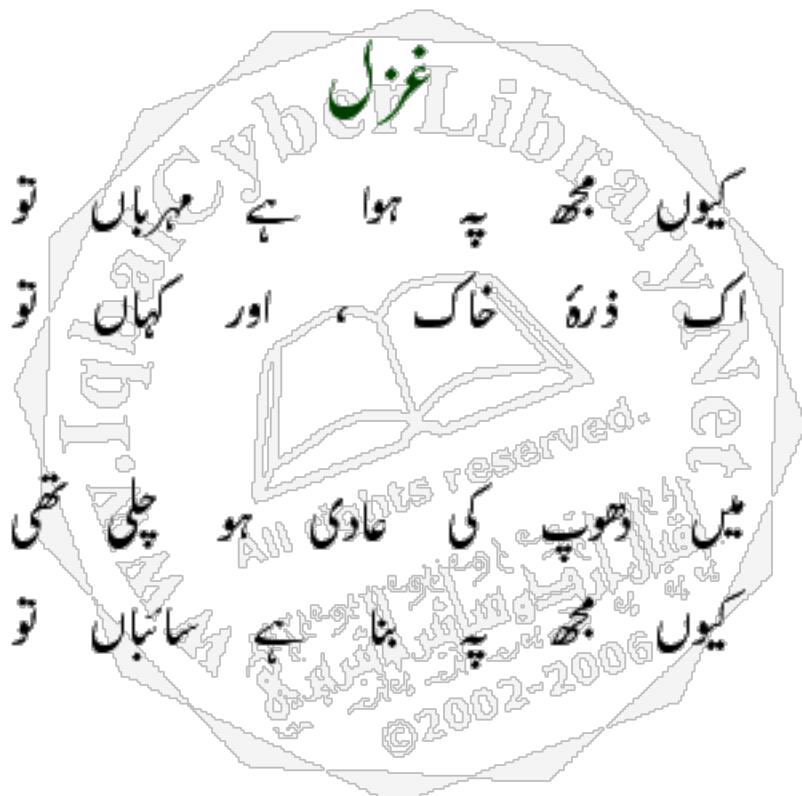
نہ بھر رہی ہے نہ اب کے بھڑک رہی ہے ہوا  
 ہمارے دل کی طرح سے تپک رہی ہے ہوا  
 رکھی ہے ہر اک گھر کے سجن میں میت  
 سو وقفے وقفے سے جسے سک رہی ہے ہوا

رکھی تھی شہر کی بنیاد کیسے لوگوں نے  
 یہ کون لوگ ہیں جن میں بھڑک رہی ہے ہوا

سحر کچھ اور تھا اور اب یہ حال باغ کا ہے  
 کہ پاؤں رکھتے ہوئے بھی ٹھہڑک رہی ہے ہوا

یہ باغیاں ہیں کہ گل چیں ، ندیم یا صیاد  
 کہ ان سے ہاتھ ملاتے جھگ ک رہی ہے ہوا

مریدہ جانی پہ بھی شہر سانس لیتا ہے  
 بہت سے لوگوں کے دل میں کھڑک رہی ہے ہوا!



میں تیری زمین نصف شب ہوں  
تاروں سے بھرا میرا آسمان تو

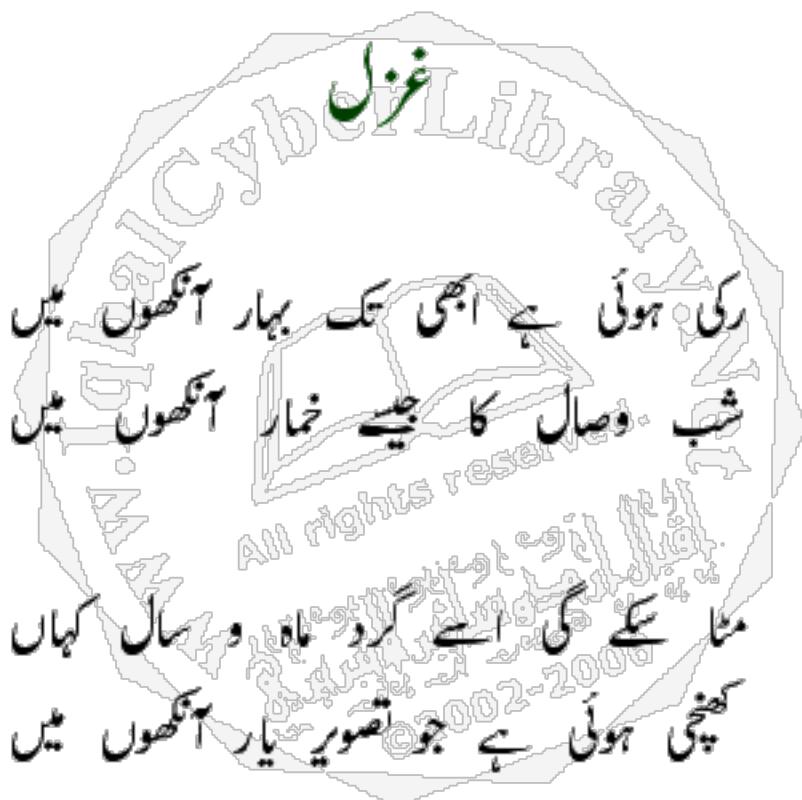
ایسے ہی ہماری سوچ یکجان  
میں نطق ترا میری دنباں تو

تیار ہوں میں سفر کو لیکن  
کشتنی کا اٹھائے بادباں تو

کتنا بھی ہو میرا سخت لہجہ  
دیبا و حیر و پرنسیاں تو

اک عام غریب شہر ہوں میں  
کیا سن کے کرے گا داستان تو  
پھر میں تھوڑا گلاب دیکھتا ہوں  
کس درجہ 2006 سے مجھ سے خوش گماں تو

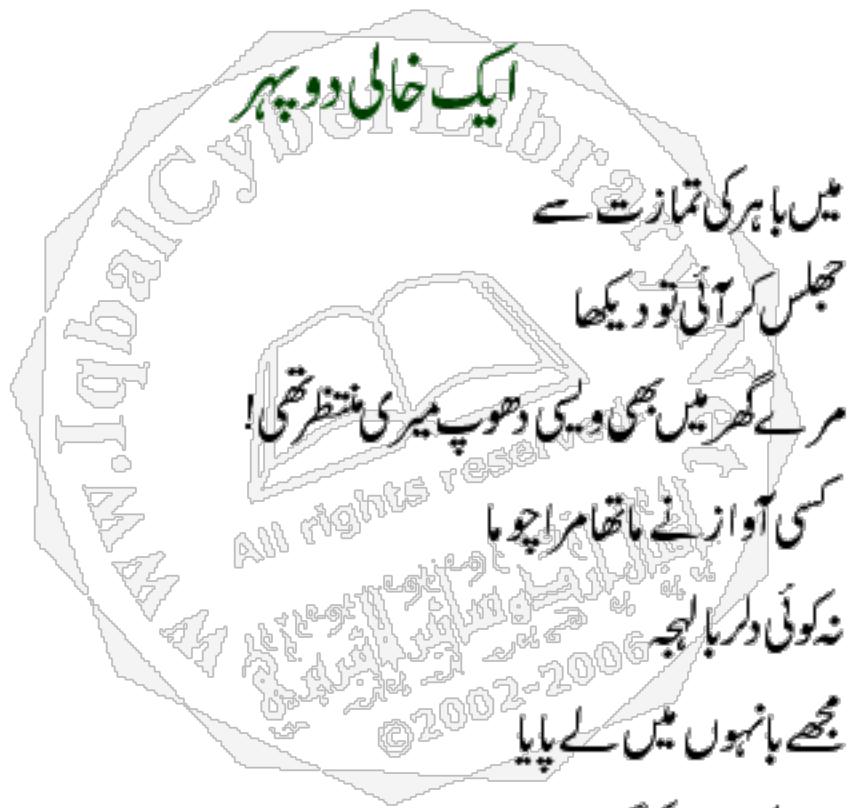
اب تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے  
ضائع کروں میں ، نہ رائیگاں تو



بس ایک شب کی مسافت تھی اور اب تک ہے  
مہ و نجوم کا سارا غبار آنکھوں میں

ہزار صاحب رخش صبا مزاج آئے  
بسا ہوا ہے وہی شہ سوار آنکھوں میں

وہ ایک تھا پہ کیا اس کو جب تھہ تکوار  
تو بٹ گیا وہی چہرہ ہزار آنکھوں میں



حصول رزق کی گہری مشقت میں

اٹھائے جانے والے زخم پر

کوئی صد امر ہم فشاں تھی

اور نہ کوئی لفظ ہی اس کارنو گرتھا

میں جس آواز سے لبریز رہتی تھی

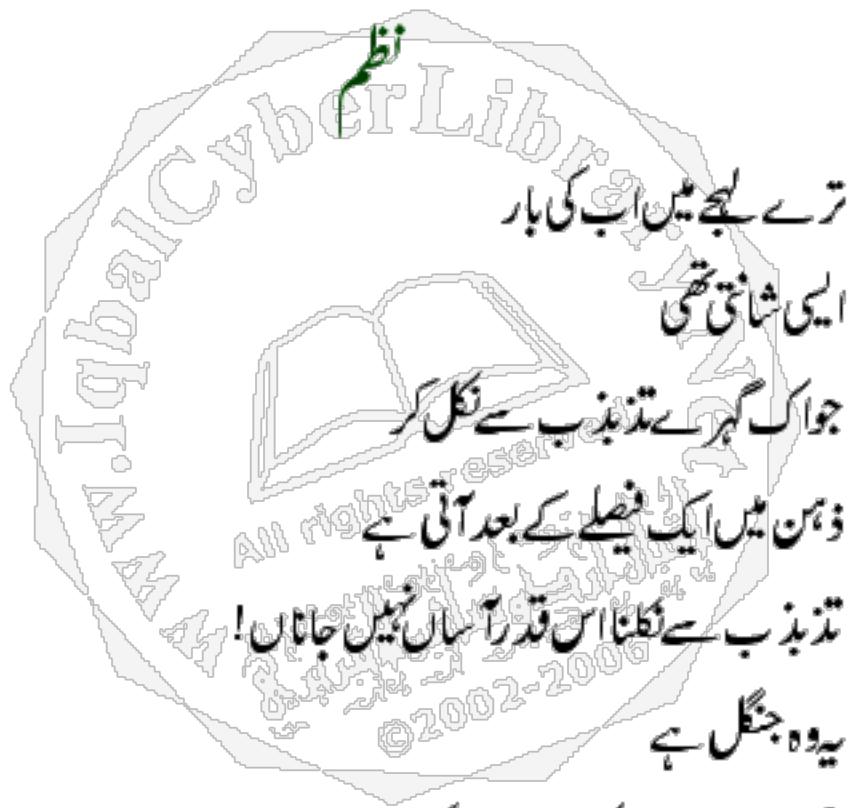
اسی کے ایک جرعے کو ترسی تھی

مرے ہاتھوں میں اک ٹوٹے ہوئے پوچا کی تھاں تھی

مری شاموں کی طرح آج میری دوپہر بھی

تجھ سے خالی تھی!

نظم  
 Cyber Library  
 آغاز بھار سے ہی اب کے  
 ہے گیسا کلب کھل گیا  
 حارے جنگل میں روشنی  
 پتے پتے تازگی  
 ہر نوک چڑیا گیا  
 اک لفگی ہے © ہوا کے تن میں  
 اک رقص کی کیفیت بدن میں



جس میں راستے اک دوسرے کو کاٹ دیتے ہیں  
مسافراں کو قدم آگے بڑھاتا ہے

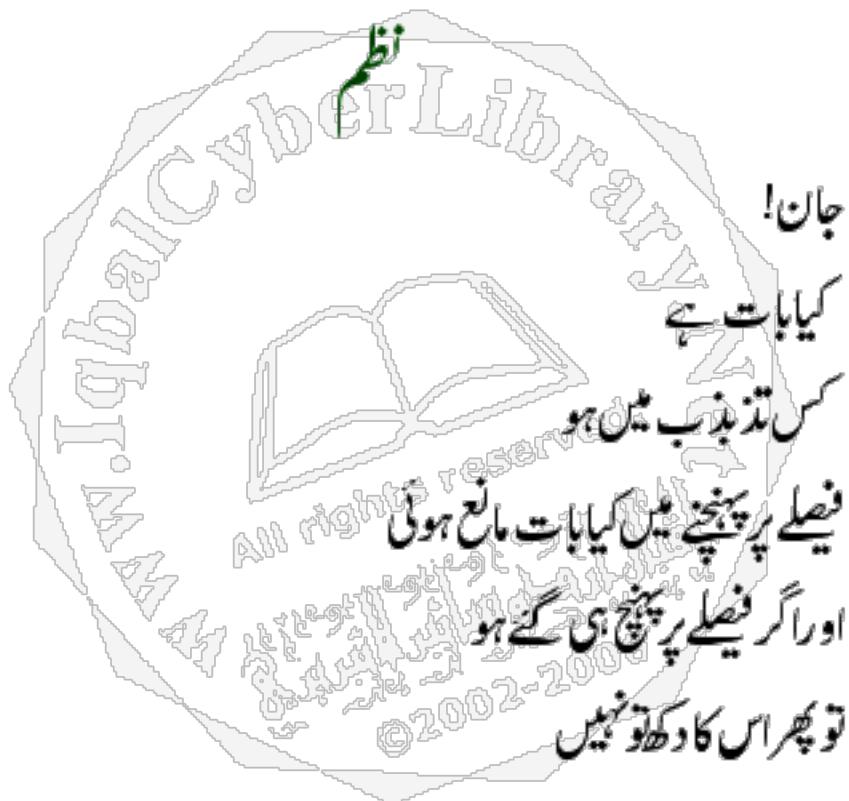
تو سو خدشات دامن تھام لیتے ہیں  
کوئی رستہ دکھانے کا کہاں سوچے

چراغوں کا تو کیا کہنا

یہاں تو جگنوں پر شک گزرتا ہے  
سو ایسے گھپ اندر ہیرے میں

یقین کی شمع کس نے آکے تیرے دل میں روشن کی

ترے چھرے پر اب کی بار  
کیسی روشنی تھی!



اور دکھ ہے تو پھر

لوٹنے کی گھڑی

ہاتھ میں ہے ابھی

گرچا ب شام ہے

اور جنگل قریں

پھر بھی تنہائی کا وقت کٹ جائے گا

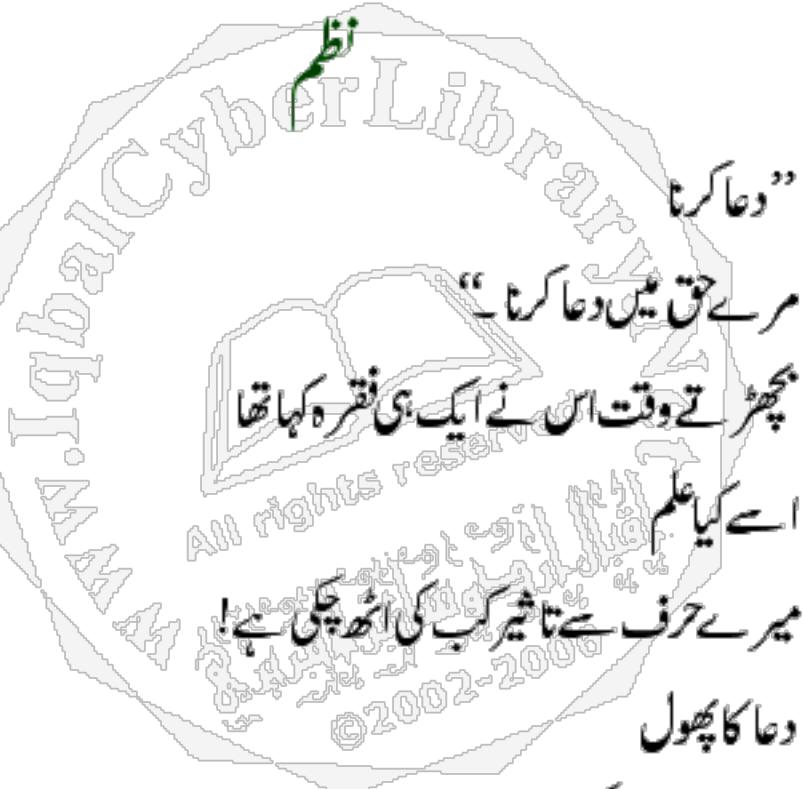
راستے میں اب اتنی مسافت نہیں

عمر کی رات کے

آخری پہر میں

میں بھی ہوں

تم بھی ہو!

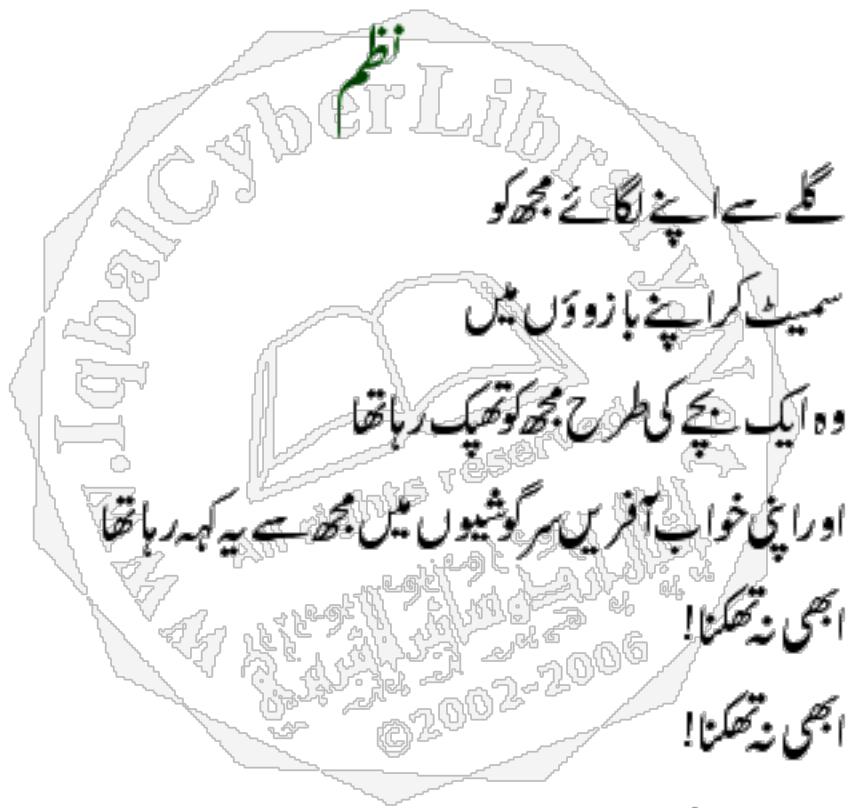


میرے لب پر کھلتے ہی

اچانک ٹوٹ جاتا ہے

میں کس خوبیوں کو اس کے ہاتھ پر باندھوں

مجھے خوبی سے ڈر لگنے لگا ہے!



مرے مسافر!

میں جانتی ہوں

ابھی سفر ابتداء ہوا ہے

ابھی مسافت کی حد بھی لکھی نہیں گئی ہے

ابھی تو جنگل میں راستہ ڈھونڈنا پڑے گا

ابھی تو رے میں شام ہو گی

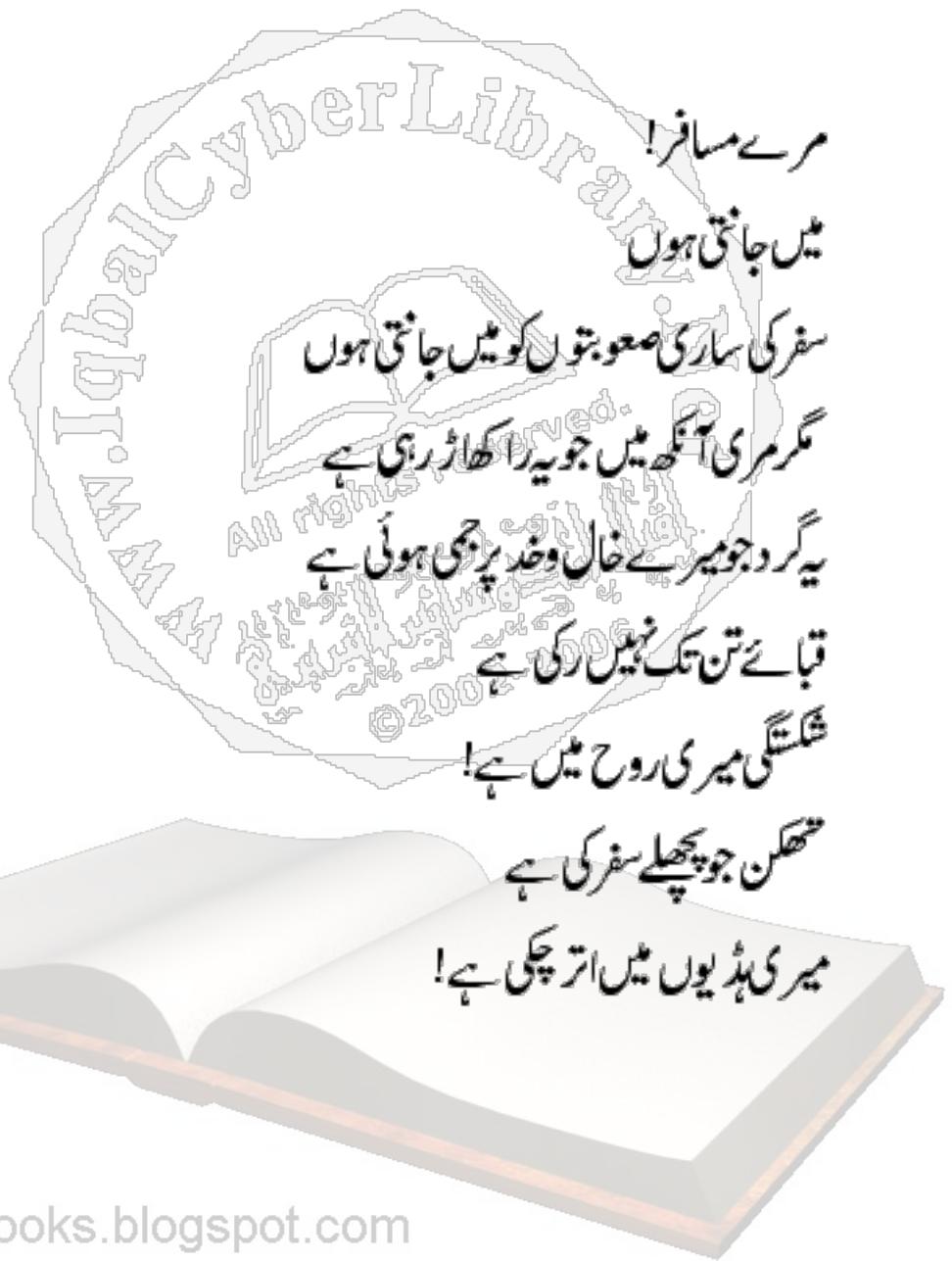
یہ شام بھی بے چراغ ہو گی!

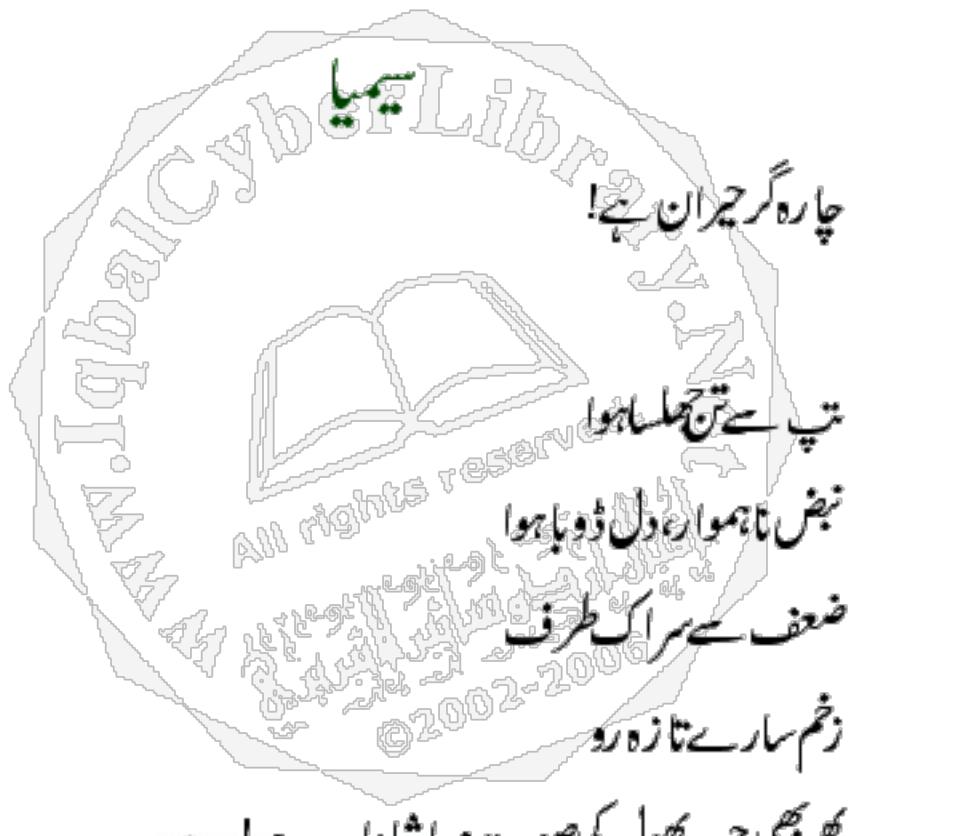
ابھی تو صحرائی دھوپ میں نگے پاؤں چلانا پڑے گا مجھ کو

شجر ملے گانہ سر پہ بادل کا سائبان کوئی تان دے گا

تری جھلک کا ابھی بہت انتظار کرنا پڑے گا مجھ کو

ابھی تو کچے گھرے پہ دریا کو پار کرنا پڑے گا مجھ کو





اس کا کیا معلوم  
کس شب نم نے اس پر رات بھر

اپنے لب رکھ رہے

اس کو کیا معلوم  
کس بارش نے اس کو سارا دن

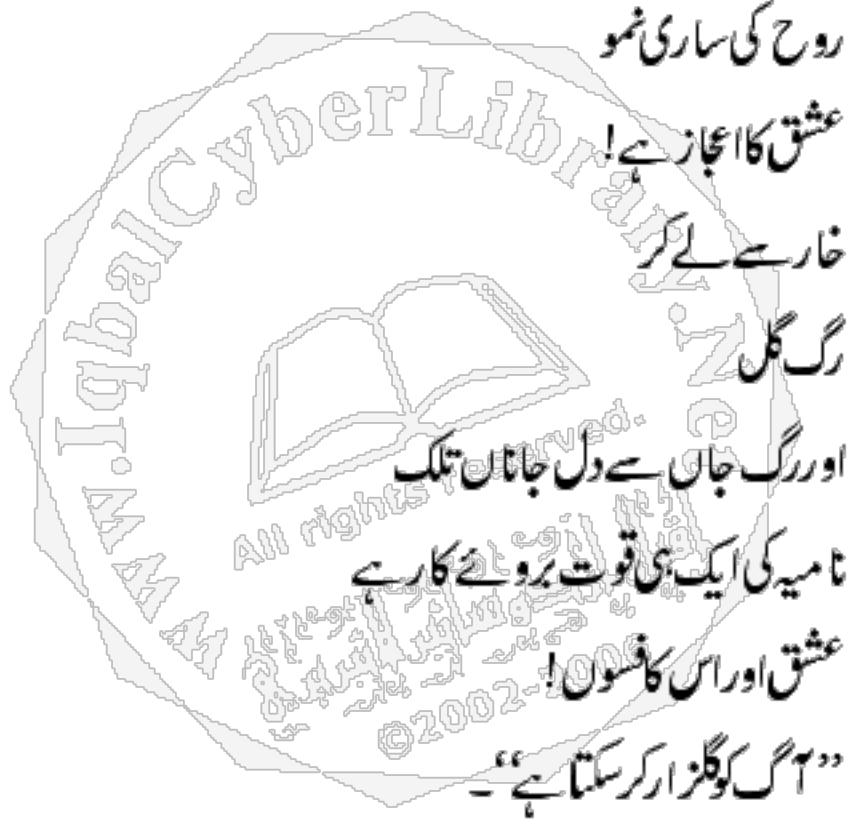
اپنے ہاتھوں پر رکھا

اس کو کیا معلوم

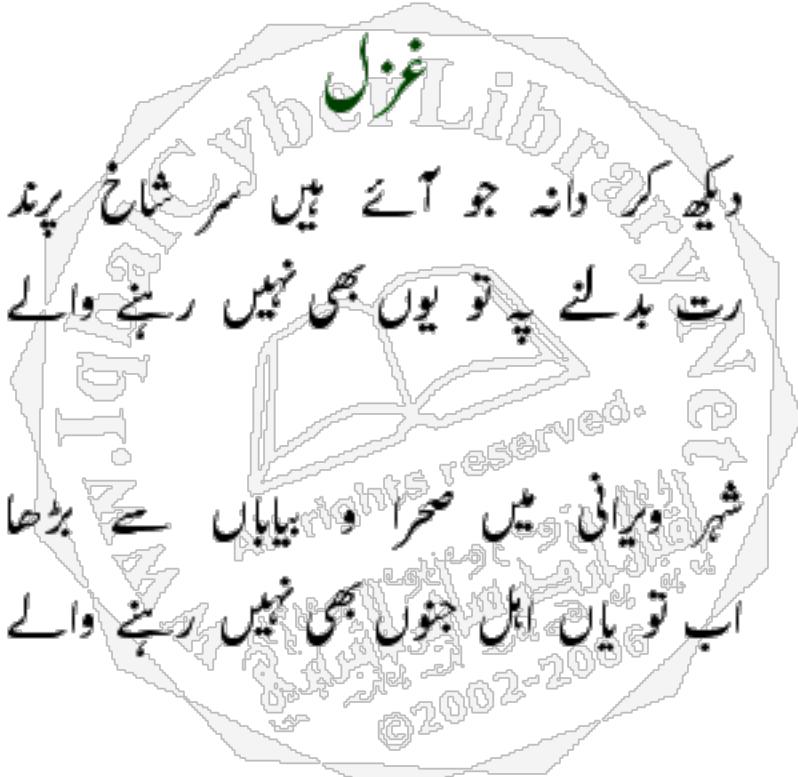
اک صحرانصیب

اک توجہ کی نظر سے کس قدر سیراب ہے!

زندگی کا حسن سارا



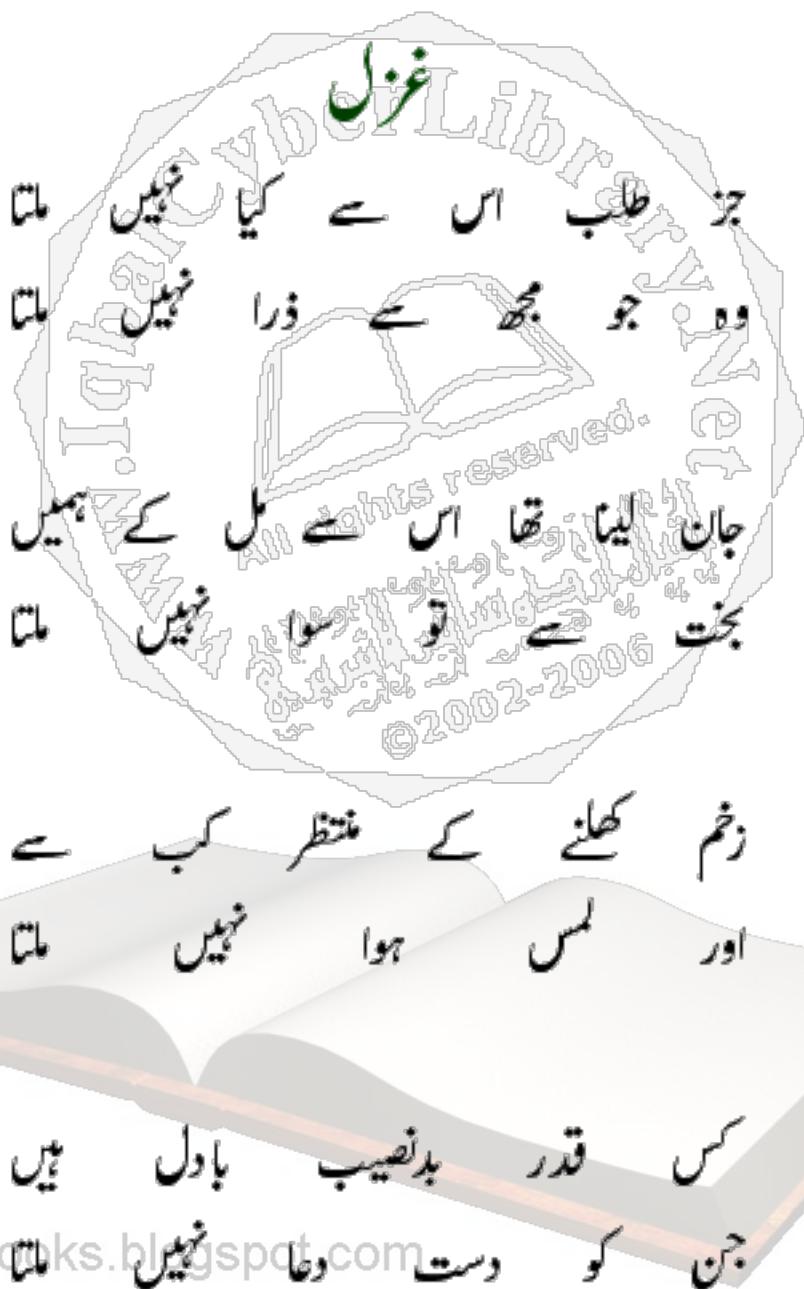
موت کو انکار کر سکتا ہے!



خاک ہو جائیں گے قاتل بھی یہاں تنقیب دست  
اور غلطیدہ بخون بھی نہیں رہنے والے

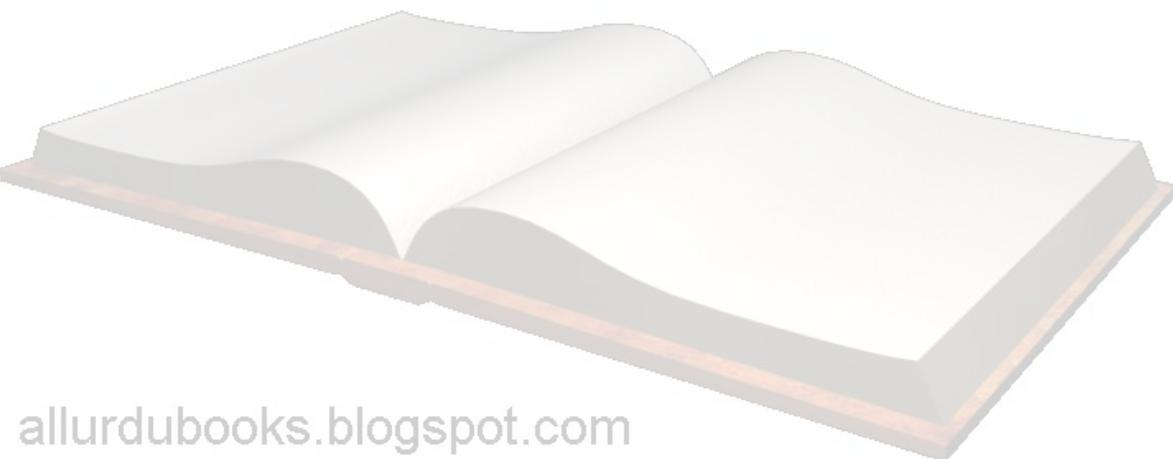
نیم بکل ہی کہی ہیں تو میر تجھ کو  
پھر تو یہ صید زیوں بھی نہیں رہنے والے

وقت ایسا ہے کہ اب حشر ہے کچھ دیر کی بات  
مطمئن اہل سکون بھی نہیں رہنے والے



میرا مسلک نہیں قاص مگر  
کیا مجھے خون بہا نہیں ملتا

بستیاں آخری دنوں پر ہیں  
اور حرف شفا نہیں ملتا



[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)

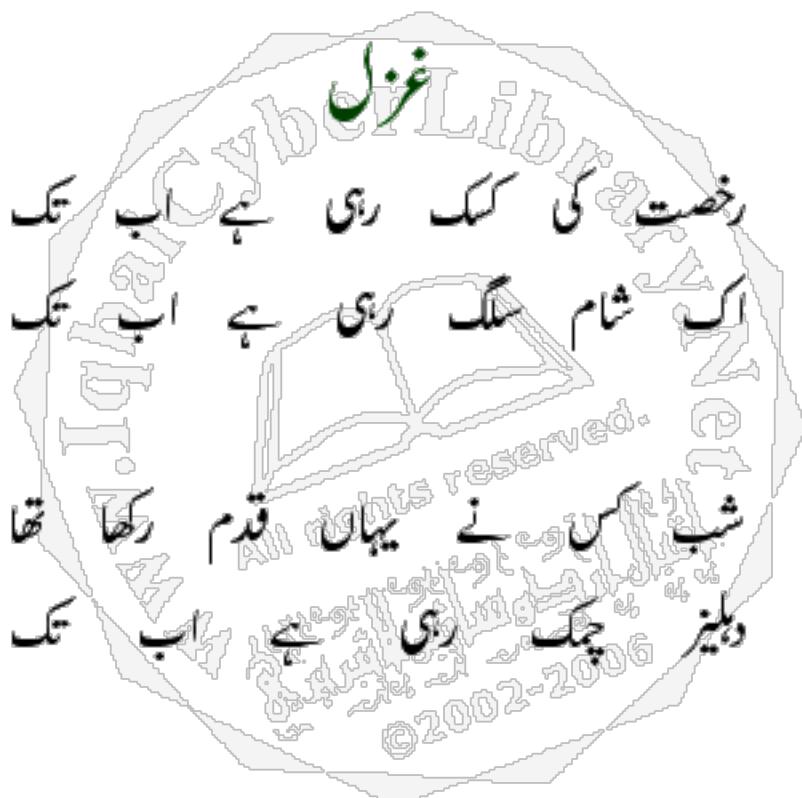


واں ڈھیر تھا پھروں کا تیار  
یاں پھول کی ایک پچھڑی تھی

دریا مرے سامنے تھا لیکن  
میں پیاس سے جان بلب کھڑی تھی

دیکھوں گی میں آج اس کا چہرہ  
کل خواب میں روشنی بڑی تھی

تھا جھوٹ امیر و تخت آرا  
سچائی صلیب پر گڑی تھی



ماتھے پہ وہ لب تھے ثانیہ بھر  
اور روح مہک رہی ہے اب تک

دیکھا تھا یہ کس نظر سے اس نے  
تصویر دک رہی ہے اب تک

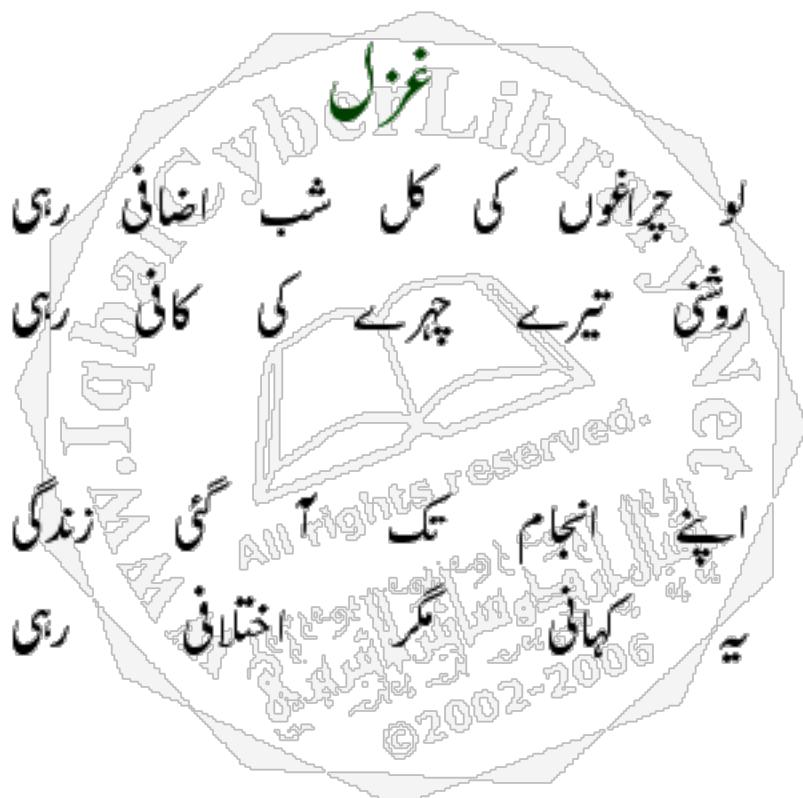
جو بات کہی نہیں تھی اس سے  
لجھے میں کھنک رہی ہے اب تک

کب کا ہوا خالی ساغر شام  
مے ہے کہ چھلک رہی ہے اب تک

بن عس کیسی جگہ گاہٹ  
شیشے سے جھلک رہی ہے اب تک  
چشم وہ آشنا باغ کہے reserved.  
جنگل میں جھلک رہی ہے اب تک  
دونوں کے لبوں تک آتے آتے  
اک بات انک رہی ہے اب تک

بارش کی ہے چاہ شاخ کو اور  
بادل سے جھلک رہی ہے اب تک

شانوں پہ نہیں وہ ہاتھ لیکن  
چادر سی سرک رہی ہے اب تک



ہے زمانہ خفا تو بجا ہے کہ میں  
اس کی مرضی کے بالکل منافی رہی

ایسے محتاط ، ایسے کم آمیز سے  
اک نظر بھی توجہ کی کافی رہی

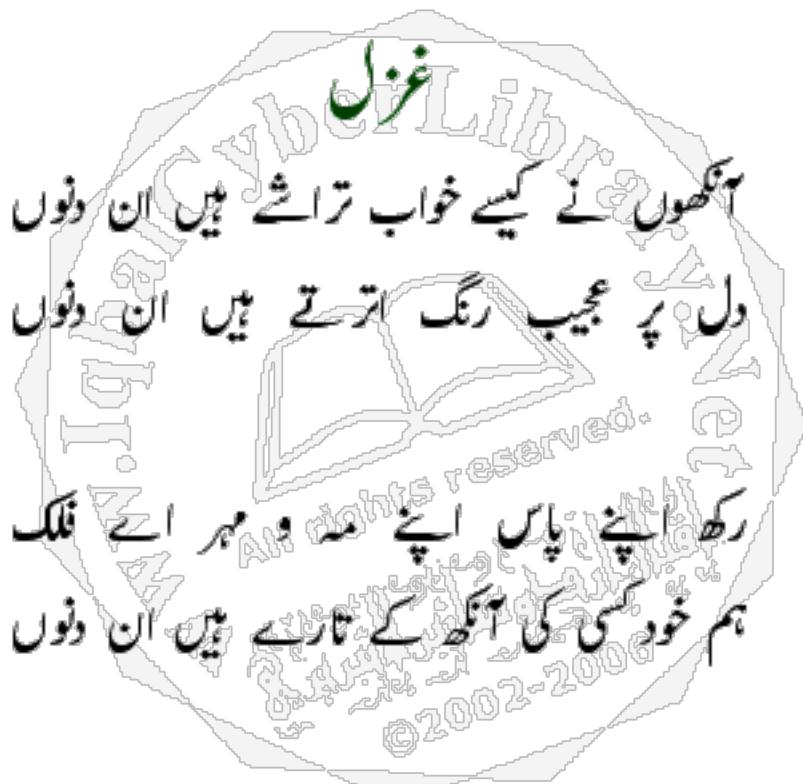
صح کیا فیصلہ حاکم نو کرے  
جشن کی رات تک تو معافی رہی



کچھ عجب روشنی باغ میں تھی  
پھول کس رنگ کا کھل رہا تھا

سامنے تھا وہ اور دونوں چپ تھے  
اب نہ ہم تھے نہ وہ دل رہا تھا

رنگ و روغن کی باتیں محل میں  
شہر بنیاد سے ہل رہا تھا



دست سحر نے مانگ نکالی ہے بارہا  
اور شب نے اُکے بال سنوارے ہیں ان دنوں

اس عشق نے ہمیں ہی نہیں معتمد کیا  
اس کی بھی خوش مزاجی کے چرچے ہیں ان دنوں

اک خوشنوار نیند پہ حق بن گیا مرا  
وہ رت جگے اس آنکھ نے کاٹے ہیں ان دنوں

وہ قحط حسن ہے کہ سبھی خوش جمال لوگ  
لگتا ہے کوہ قاف پہ رہتے ہیں ہیں ان دنوں

## (Unisited) سندر بیلا

کھلی آنکھوں یہ کیجا خواب میرے سامنے ہے  
 دینے آنکن سے لے کر آہاں تک  
 گلاب تازہ کی خوبیوں چین سے چن جاں تک  
 بلور یں جام ڈینے لگوں چن جاں تک  
 اور اس میں وقتی سرخے  
 اور اس کے نشے سے فروزان ان کا چہرہ

ستاروں سے بنائیں الباہدہ

سر اپا اضطراب اک شاہزادہ  
 فرش پر شمعیں جلاتا ایک وعدہ  
 دلوں کے والکن پر  
 والزکرتے دو بدن

اور اس کے شانوں پر رکھے سر

زندگی سے

نیم سرگوشی میں اک ہی بات دہراتی ہوئی

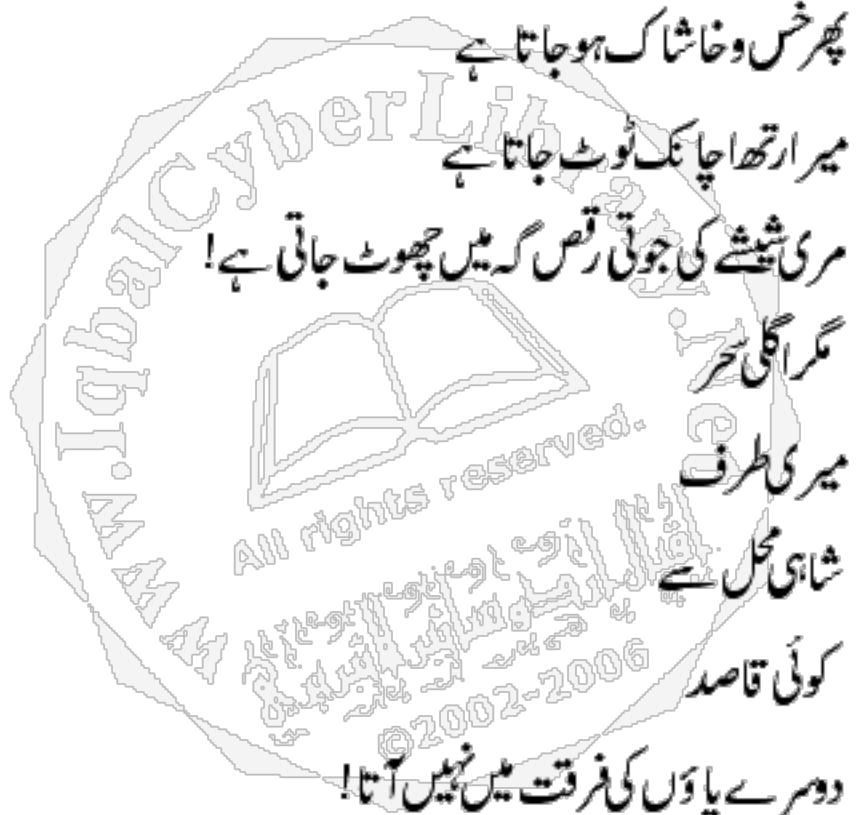
خوبیوں لب

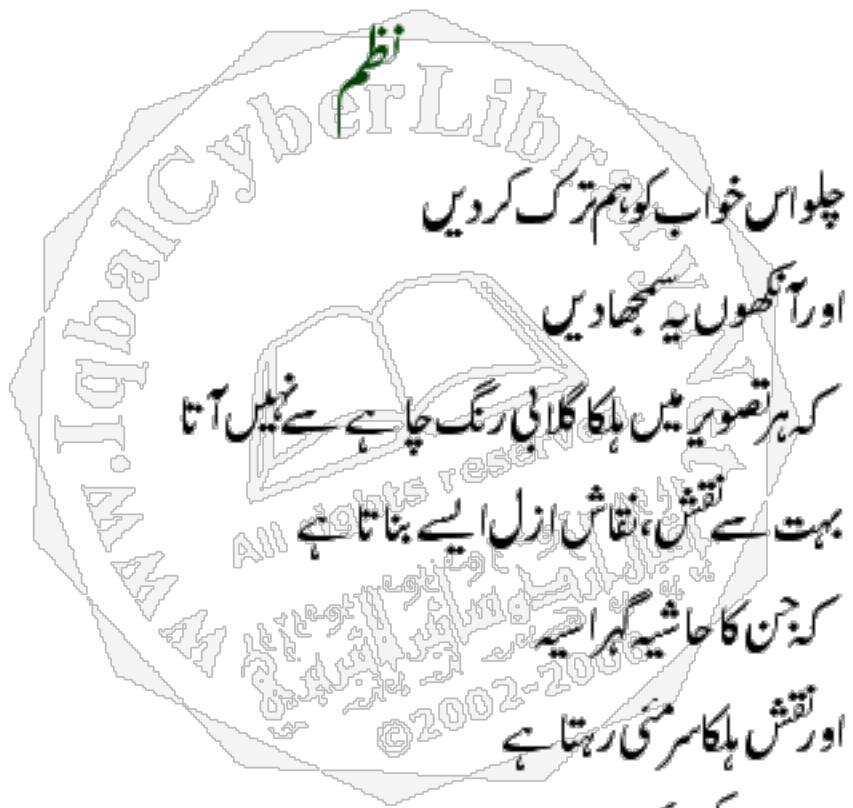
اور اس کا جادو

کجھ بجھتے ہی آدمی رات کا

یہ خواب یکدم ٹوٹ جاتا ہے

ستاروں سے بنائیں میرا





اور جن پر کسی بھی زایئے سے چاند اترے  
یہ کبھی روشن نہیں ہوتے  
خدا کچھ کام آدمی رات کو کرتا ہے

جب اس کے پیالے میں

سیاہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا  
یہ خاکہ بھی

کسی ایسی ہی ساعت میں بنا ہوگا

ہماری آنکھ میں جو خواب اتر اتا

بہت خوش رنگ لگتا تھا

مگر اس کے دمکنے میں

کئی آنکھیں اپنے ہوتیں

کتابوں اور پھولوں سے بچ جس گھر کے آنگن میں

ہم اپنے آپ کو کھلتے ہوئے محبوں کرتے تھے

وہاں ک اور گھر بنیاد سے یوں سراخھا تھا

کہ ہم اندر سے ہل جاتے

مگر چپ چاپ رہتے تھے

یہ چپ دیک کی صورت ہم کو اک دن چاٹ جاتی!

تمہارے دکھ سے میں واقف ہوں

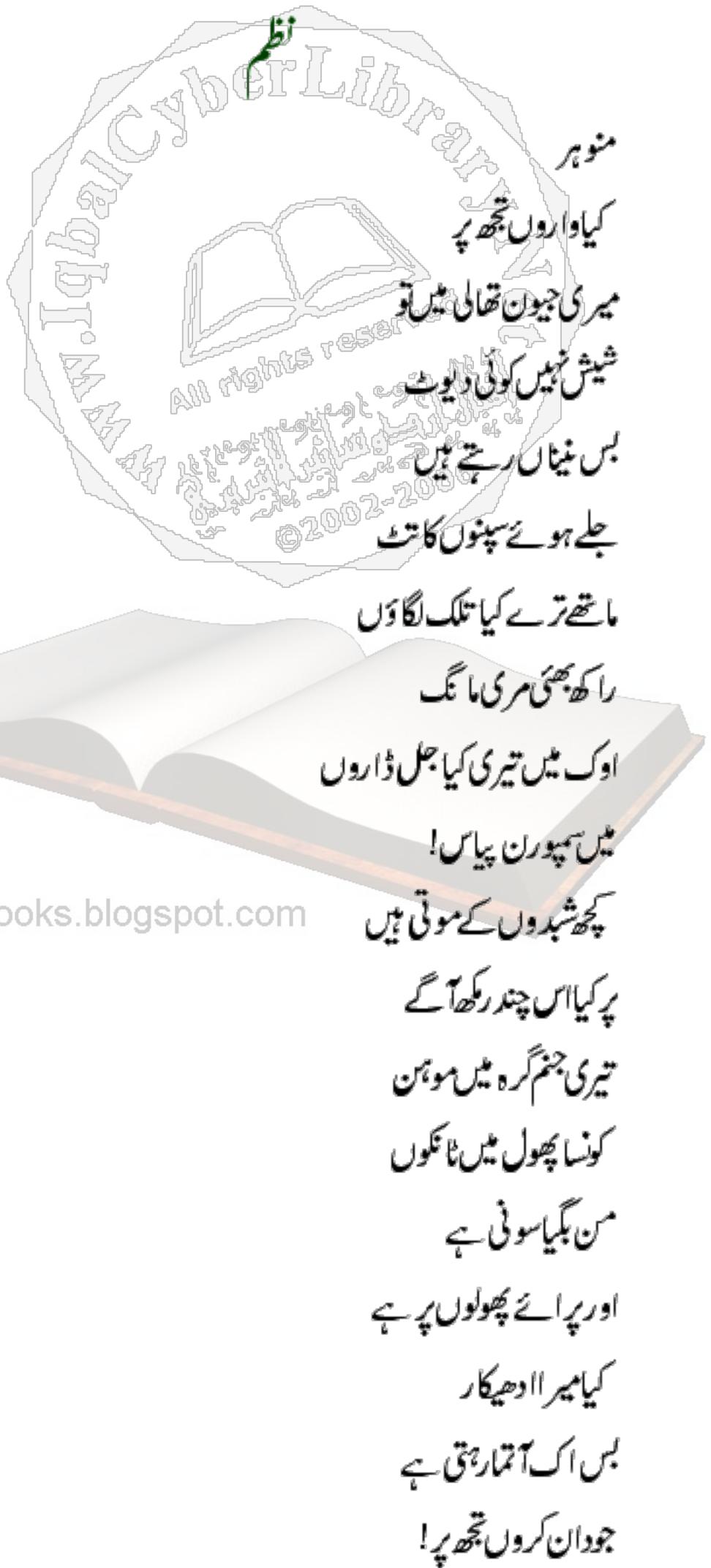
اور اپنے مقدر کی لکیروں کی بھی محروم ہوں

ہمارے بس میں نگوں کا چناڑا ہے

نہ خط کا

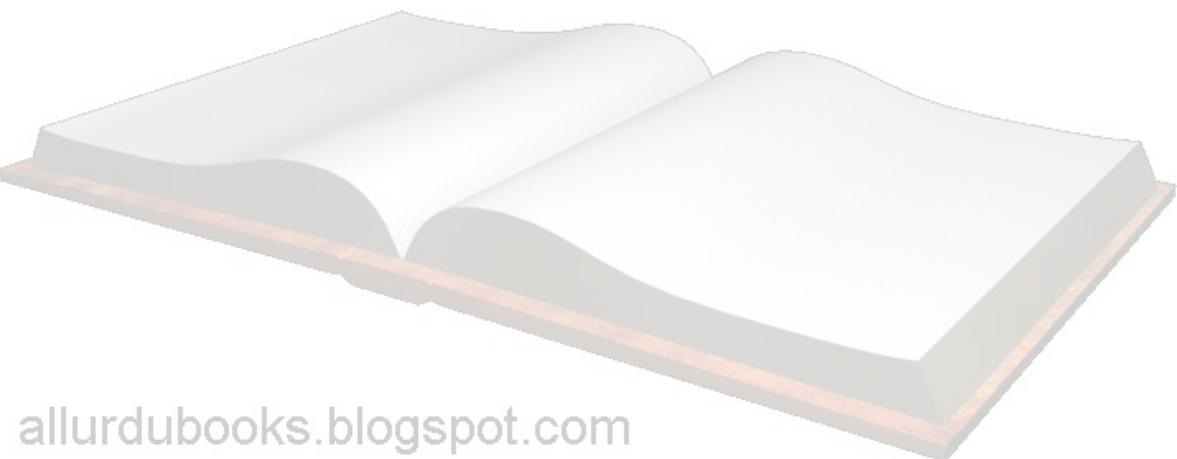
سواس تصویر کو تخلیل کر دیں

ہم اپنا کیوس تبدیل کر لیں!



منوہر

کیا واروں تجھ پر؟

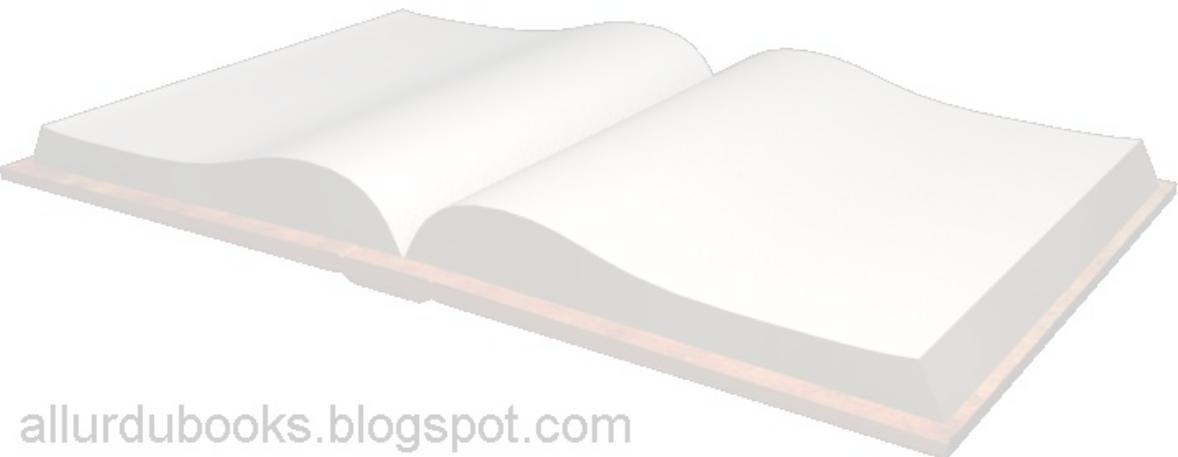
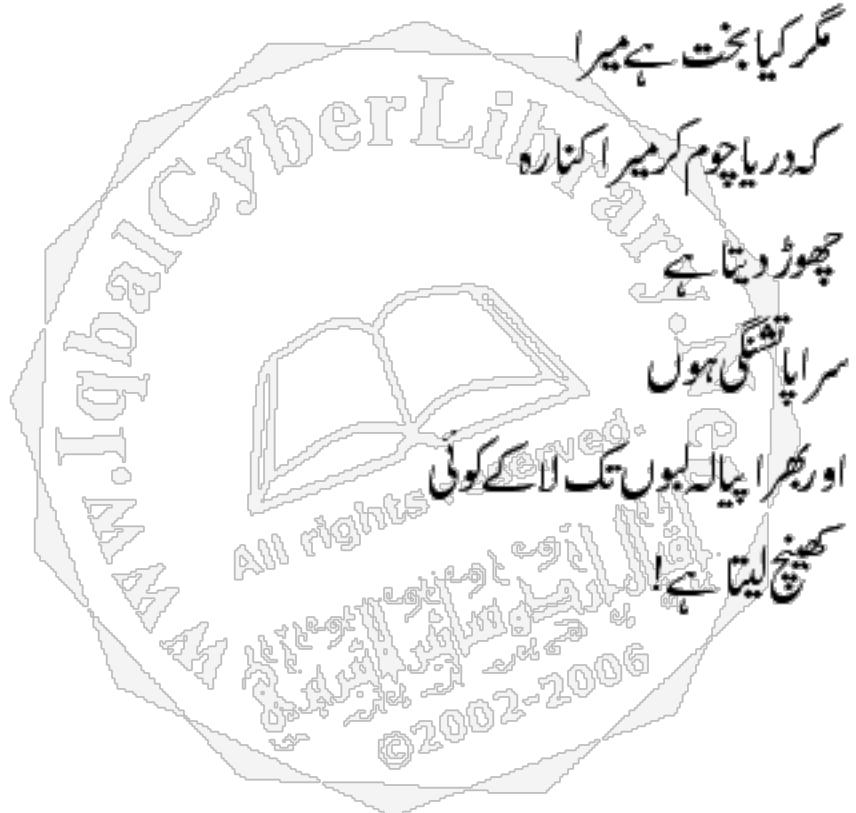


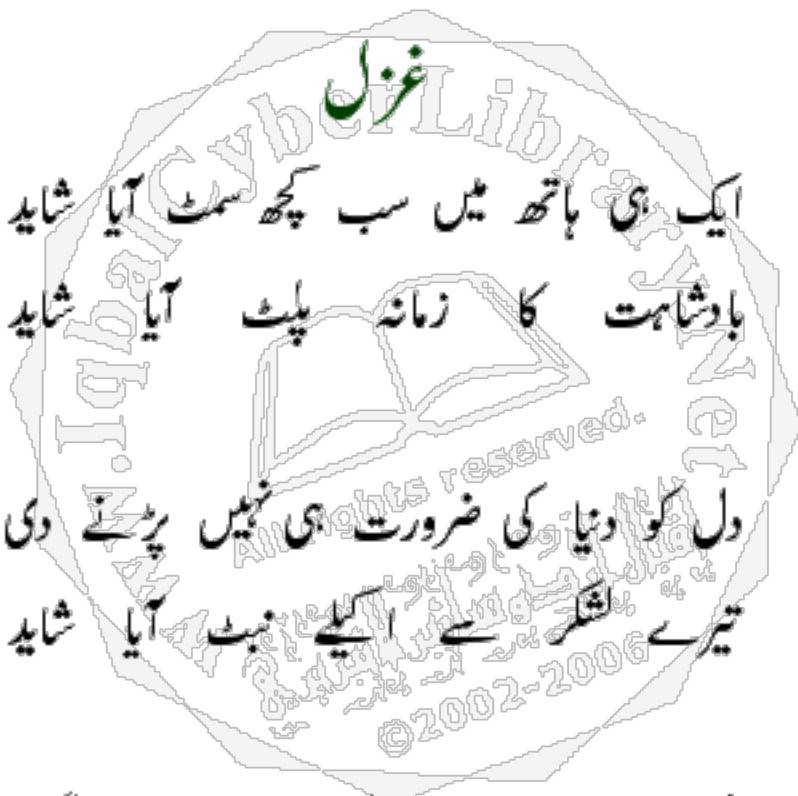
[allurdubooks.blogspot.com](http://allurdubooks.blogspot.com)

میں اپنی پیاس پر خاموش تھی  
 اور ریگ صحراء کی طرح سے زندگی کو دھوپ کا نکلا۔ سمجھتی تھی  
 کبھی سیراب ہونے کی تمنا نے  
 بدن میں سراٹھایا بھی  
 تو اپنے دل سے میں نے مغدرت کر لی  
 کہاں اس سے  
 کہ اندر راگ کیسی ہی بھڑکتی ہو  
 مجھے بارش کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا حق نہیں ہے

زبان پر آبلے پڑتے رہیں  
 لیکن مجھے شبِ نہیں چکھنی  
 مجھے بادلوں کے ہاتھوں سے کوئی تھفہ نہیں لیتا  
 نہی کی ایک ہی صورت ہے میری زندگی میں  
 اور وہ آنسو ہے!

مگر جب سے کسی لمحے کے نم نے  
 میرے دل کی ریت کو آکر چھوایا ہے  
 مرے اندر  
 مکمل بھیگ جانے کی تمنا جاگ اٹھی ہے  
 ابھو میں اب مرے بس آتش سیال ہے  
 اور جسم انگارے کی طرح سے دکھتا ہے



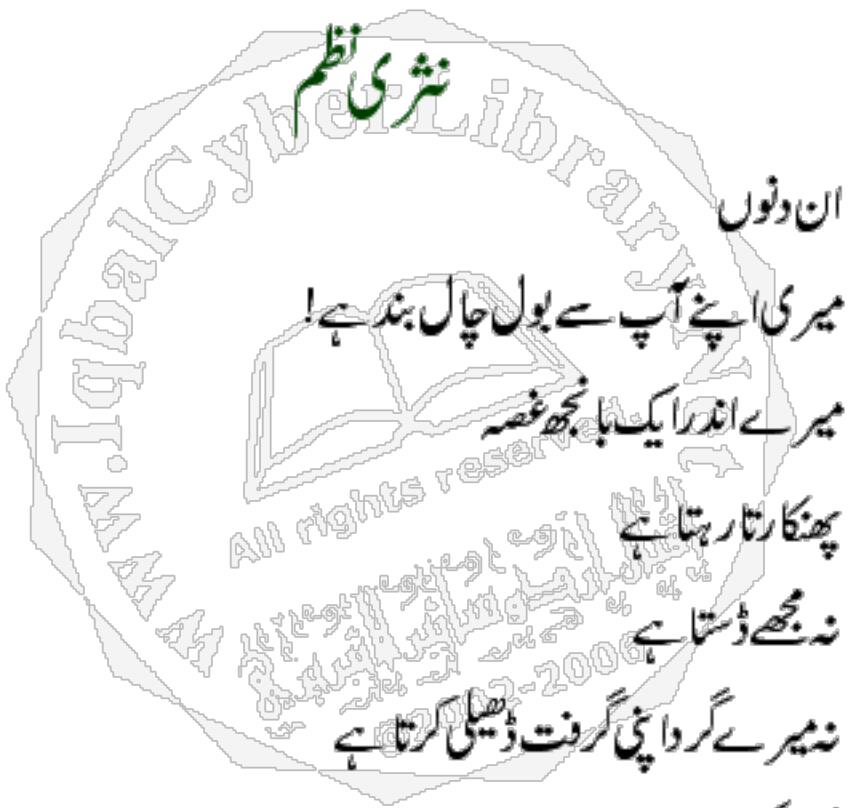


دفن کر آئی میں جنگل میں خزانہ لیکن  
سانپ سا پھر کوئی دل سے پٹ آیا شاید

اس قدر بھیڑ تھی اس بار بھی رستے میں ترے  
کوئی چہرہ، کسی کھڑکی سے ہٹ آیا شاید

لوٹنے والے کو پہچاننا مشکل تھرا  
ایک چہرہ، کئی چہروں میں بٹ آیا شاید

کسی صورت سے ابھی سر کو بچا رکھا تھا  
جنگ بے صرفہ میں لیکن وہ کٹ آیا شاید



ان دونوں

میری اپنے آپ سے بول چال بند ہے!

میرے اندر رائیک بلا نجھ غصہ

پھنکا راتا رہتا ہے

ن مجھے ڈستا ہے

نمیرے گرد اپنی گرفت ڈیلی کرتا ہے

نیوا کی سرز میں

ایک بار پھر سرخ ہے

فرات کے پانی پر

ابن زیاد کے طرف داروں کا ایک بار پھر قبضہ ہے

زمیں اور آسمان

ایک بار ششماہ ہے کا لہو

وصول کرنے سے انکاری ہیں

اور میرے چہرے پر اب مزید لہو کی جگہ نہیں!

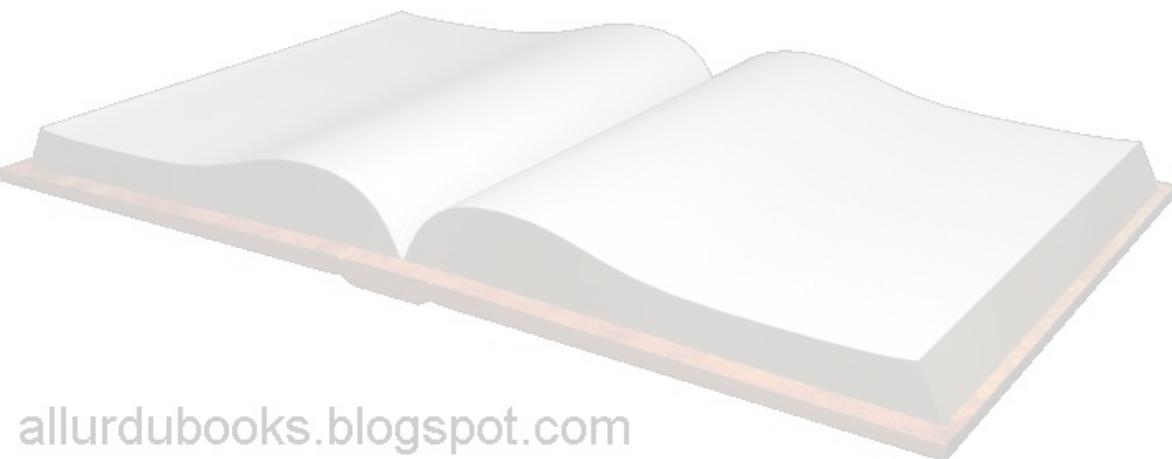
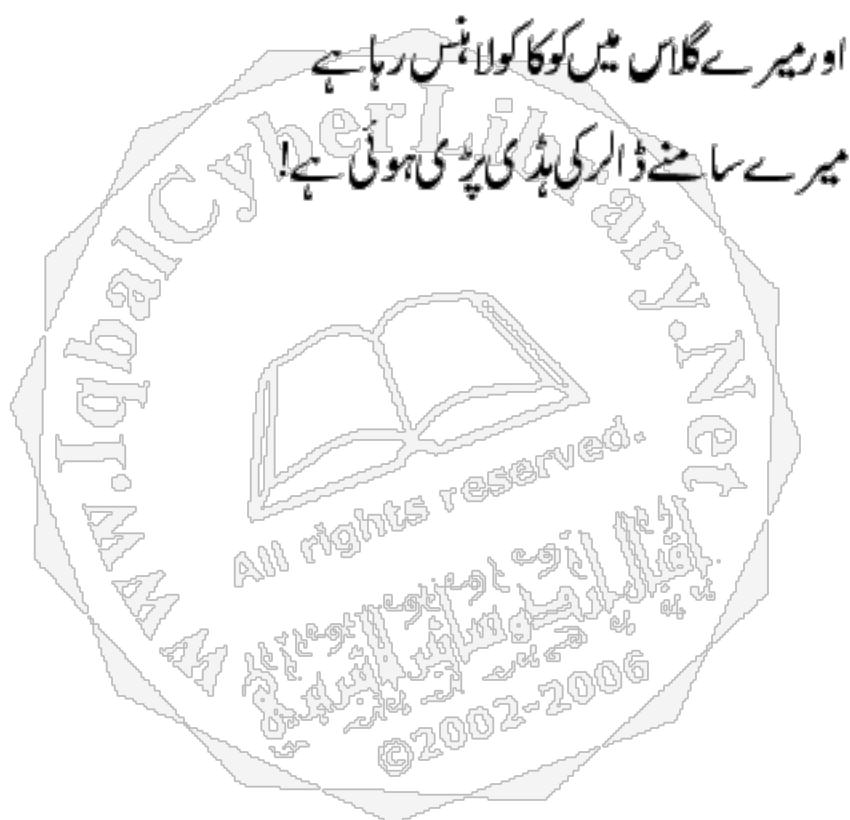
فاتح فوج اور روشنی اور آگ کے فرق کوئی سمجھتی!

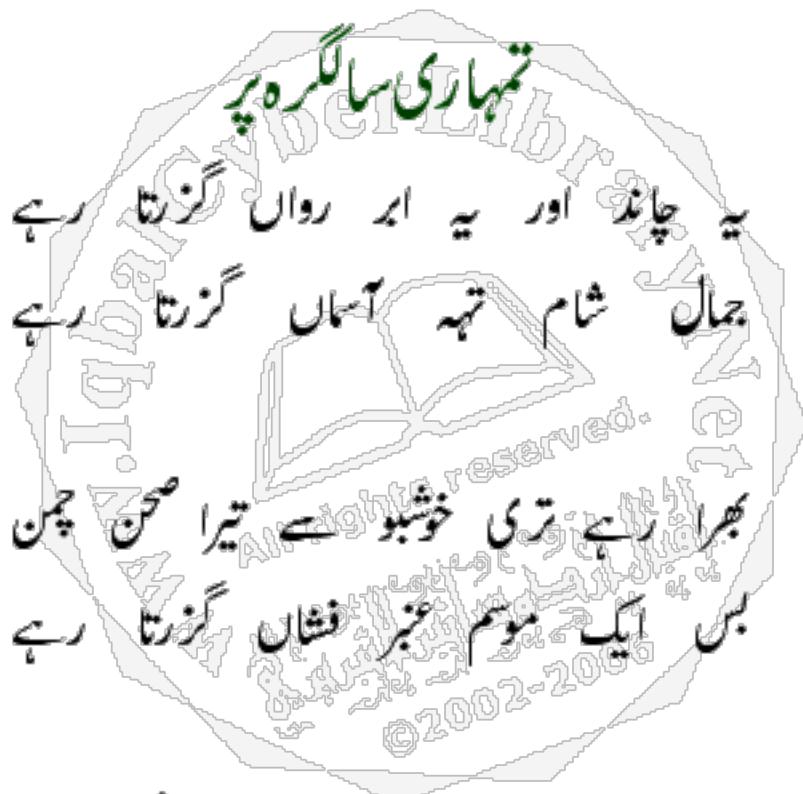
صحرا کی رات کاٹنے کے لیے انہیں الاؤ کی ضرورت تھی

سو انہوں نے میرے کتب خانے جلا دیئے!

لیکن میں احتجاج بھی نہیں کر سکتی

میرے بالوں میں سرخ اسکارف بندھا ہے





ساعتیں ترے لجھے سے پھول چنتی رہیں  
دلوں کے ساز پے تو نغمہ خواں گزرتا رہے

خدا کرے تری آنکھیں ہمیشہ نہتی رہیں  
دیار وقت سے تو شادماں گزرتا رہے

میں تجھ کو دیکھ نہ پاؤں تو کچھ ملاں نہیں  
کہیں بھی ہو تو ، ستارہ نشاں گزرتا رہے

میں مانگتی ہوں تری زندگی قیامت تک  
ہوا کی طرح سے تو جادواں گزرتا رہے

مرا ستارہ کہیں ٹوٹ کر بکھر جائے  
 نلک سے تیرا خط کھلشاں گزرتا رہے  
 میں تیری چھاؤں میں کچھ دیر پیٹھ لون اور پھر  
 تمام راستہ بے سائبان گزرتا رہے  
 یہ آگ مجھ کو تہیش کیے رہے روشن  
 مرے وجود سے تو شعلہ سام گزرتا رہے

میں تجھ کو دیکھ سکوں آخری بصارت تک  
 نظر کے سامنے بس اک سماں گزرتا رہے

ہمارا نام کہیں تو لکھا ہوا ہو گا  
 مہ و نجوم سے یہ خاکداں گزرتا رہے

میں تیرا ساتھ نہ دے پاؤں پھر بھی تیرا سفر  
 گلاب و خواب کے ہی درمیاں گزرتا رہے

میں تیرے سینے پر رکھ کے وقت بھول گئی  
 خیال تیزی عمر روں گزرتا رہے!

گرچہ لکھی ہوئی تھی شہادت امام کی  
لیکن مرے حسین نے جدت تمام کی  
نصیب کی بے ردائی نے سرمہرا ڈھک دیا  
آغاز صبح نو ہوتی وہ شام، شام کی

اک خواب خاص چشم محمد میں تھا چھپا  
تعیر نور عین محمد نے عام کی

بچوں کی پیاس مالک کوڑ پہ شاق تھی  
ساتی کو ورنہ مے کی ضرورت نہ جام کی

حر سا نصیب بادشاہوں کو نہیں نصیب  
آقا سے مل رہی تھی گواہی غلام کی

دربا پہ تشنہ لب ہیں پہ صحراء میں شاد کام  
دنیا عجب ہے ان کے سفر اور قیام کی

دے کر رضا جو چہرہ شبیر زرد ہے  
تھی اب تجاءے جنگ یہ کس لالہ فام کی

The End ختم شد

All rights reserved.  
© 2002-2006

www.berliy.com

